ڈاکٹر اسرار احمد

# سورۃ آل عمران (آیت 157-159)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴿۱۵۹﴾﴾

''اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال و متاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے اللہ کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے۔ اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ اللہ کے حضور میں اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (اے محمد ﷺ) اللہ کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے' اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے' تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (اللہ سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو' اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو اللہ پر بھروسا رکھو۔ بے شک اللہ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اور چاہے تم اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤ یا تمہیں ویسے موت آ جائے۔ موت تو ہر حال میں آنی ہی ہے۔ آٹھ دس سال اور جی لیتے تو کیا کر لیتے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی موت تو شہادت ہے جو انسان کی ابدی راحت کا سبب بن جائے گی۔ شہادت کی موت تو ایسی موت ہے کہ اس پر لاکھوں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ حقیقت میں شہادت موت نہیں بلکہ پُر از راحت ابدی زندگی ہے۔ اللہ کی راہ میں جو جان کام آ جائے اس کے لئے تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ہے' جو اس چیز سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ اور چاہے تمہیں بستروں پر موت آئے اور چاہے تم قتل کئے جاؤ ہر حال میں تمہیں اللہ کے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔ آخری منزل تو وہی ہے۔ کامیاب تو وہ ہے جو وہاں کامیاب ہوا۔

بس یہ اللہ کی طرف سے ایک رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں۔ یہ بڑی اہم آیت ہے جس میں جماعتی زندگی کے آداب میں سے ایک ادب سکھایا جا رہا ہے۔ جو بھی صاحب امر یا امیر جماعت ہے اس کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ اس کے کچھ اعوان و انصار ہیں جو انسان ہیں' ان کی عزت نفس ہے' جذبات و احساسات ہیں' تو ان کے ساتھ نرمی کی جانی چاہئے' سختی نہیں۔ اگر کوئی ملازم ہے تو اس کی بات اور ہے' وہ تو تنخواہ دار ہے' مگر امیر کے ساتھی تو Volunteer ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تو ایمان لا کر آپ کے جاں نثار بن گئے تھے۔ تو ان کے ساتھ نرمی کا رویہ ہی مناسب ہے۔ اب بھی جو لوگ کسی دینی جماعت میں شامل ہو کر کسی امیر کے مامور بن گئے ہیں تو امیر کو ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا سلوک گویا اللہ کی طرف سے رحمت اور مہربانی کا مظہر ہے۔ اور اگر آپ تندخو اور سخت گیر ہوتے تو یہ آپ کے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے اور آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے۔ ؎

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی!

میدان احد میں چند لوگوں کی خطا کی وجہ سے مسلمانوں کا بہت بھاری نقصان ہوا تھا۔ اس بات کا امکان موجود تھا کہ آپ ﷺ کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے کچھ میل آ جائے' لہٰذا تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہیں کہ ان ساتھیوں کے بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی خفگی مت آنے دینا۔ ان کی اس غلطی اور کوتاہی کو اللہ نے معاف کر دیا ہے' تو آپ بھی انہیں معاف کر دیں' بلکہ عام حالات میں بھی معاف کرتے رہا کریں اور جو کوئی گناہ اور تقصیر ان سے ہو جائے اس پر ان کے لئے استغفار کیا کیجئے۔ اور ایسا بھی نہ کیجئے کہ آئندہ ان کی کوئی بات ہی نہیں ماننی بلکہ معاملات طے کرتے ہوئے ان کو مشورہ میں شریک رکھئے۔ اس طرز عمل سے باہمی اعتماد بڑھتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ امیر ہماری بات کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ یوں یہ بات اجتماعی زندگی کے لئے بہت اہم ہو جاتی ہے۔

یہاں باہمی مشاورت کے ضمن میں ایک اہم بات بتائی جا رہی ہے کہ اے اللہ کے رسول! جب مشورے کے بعد آپ کا دل کسی بات پر ٹھک جائے' آپ ارادہ کر لیں تو پھر کسی شخص کی بات کی پرواہ نہ کیجئے بلکہ سارا توکل اللہ کی ذات پر کیجئے۔ جنگ احد سے پہلے مشورہ لیا گیا تو کچھ لوگوں نے کھلے میدان میں لڑنے کو کہا۔ اگرچہ آپ ﷺ کی رائے اس کے خلاف تھی تاہم فیصلہ باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا ہی ہوا۔ اب جب رسول اللہ ﷺ ہتھیار لگا کر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے باہر آ رہے تھے تو ان لوگوں کو اندازہ ہوا کہ معاملہ تو سنگین ہے' چنانچہ کہنے لگے حضور ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں' آپ اپنی رائے پر ہی عمل کیجئے' مگر اب تو فیصلہ ہو چکا تھا۔ فیصلہ بدلنا ہرگز مناسب نہ تھا۔ ڈھل مل یقین ہو کر فیصلہ نہیں بدلنا چاہئے بلکہ جب فیصلہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس پر ڈٹ جانا چاہئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ

# بے گناہ قیدی کی رہائی کا انتظام کرو

چودھری رحمت اللہ بٹر

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(( فُكُّوا الْعَانِیَ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ )) (بخاری' عن ابی موسٰی الاشعریؓ)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیدی کو چھڑاؤ اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔''

جو مسلمان جنگ کے نتیجہ میں کسی غیر اسلامی ریاست کا قیدی بن جائے یا اسے ناحق حوالات یا جیل میں بند کر دیا جائے اس کی رہائی کا انتظام کرنا چاہئے۔ افسوس ہے کہ ہمارے دور میں بے گناہوں پر جھوٹے مقدمات دائر کرنے اور ان کو سزا دلوانے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اس طرح کے ستم رسیدہ لوگوں کی مدد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر


قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

| جلد | 3 تا 9 فروری 2005ء | شمارہ |
|---|---|---|
| 14 | 23 تا 29 ذی الحجہ 1425ھ | 4 |

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید



**مجلس ادارت**

سید قاسم محمود۔ ڈاکٹر عبدالخالق

مرزا ایوب بیگ۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین



پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6366638-6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

**سالانہ زرِ تعاون**

اندرونِ ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

چیک' منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں

☆☆☆

"ادارہ" کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں


اداریہ

## منہ بولتی تصویریں

ایک ہی دن' ایک ہی اخبار میں شائع ہونے والے ہمارے سیاسی رہنماؤں کے بیانات سے بلوچستان کے تازہ بحران کی پوری تصویر سامنے آجاتی ہے' جسے سمجھنے کے لئے بڑے بڑے مبصروں کے تجزیوں کی ضرورت نہیں' عقل سلیم رکھنے والا ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ہمارے ملک کے اس حصے کے رہنے والوں پر کیا بیت رہی ہے۔

بگٹی قبائل کے سردار اور جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب اکبر بگٹی نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے: "بلوچوں نے سوئی گیس کی تنصیبات کو کبھی نشانہ نہیں بنایا۔ تاہم حکومت سے مذاکرات کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور بگٹی قبائل کے ہزاروں افراد حالتِ جنگ میں پہاڑوں پر مورچہ بند ہو گئے ہیں"۔

بلوچستان لبریشن آرمی اور آزاد بلوچ نے بلوچ عوام سے کہا ہے کہ وہ حکومتی اور فوجی مقامات سے دور رہیں' کیونکہ آنے والے دنوں میں اُن کے حملوں میں تیزی آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ کلپر اور مندرانی قبائل نے مشترکہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی زمین خالی نہیں کریں گے۔ ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں اور اہل وعیال کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا ہے۔ اس وقت ہر گھر ایک مورچہ بنا ہوا ہے اور ہم اپنے لئے دفاعی ساز وسامان خرید رہے ہیں۔

بلوچستان نیشنل پارٹی کے سرپرست' سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان اور مینگل قبائل کے سردار جناب عطا اللہ مینگل نے روزنامہ "نوائے وقت" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے: "سب جانتے ہیں کہ فوج بڑی طاقتور اور بلوچ بڑے کمزور ہیں۔ ماضی میں تو یہ بات ٹھیک لگتی تھی' لیکن شاید اس دفعہ ایسا نہیں ہے۔ بلوچوں کو شعور آچکا ہے۔ وہ اپنے حقوق کا دفاع کرنا جانتے ہیں۔ اب ایسے لگتا ہے کہ حکومت کو اقتدار کے نشے میں یہ بھول گیا ہے کہ آنے والے دنوں کا نقشہ کیا بن رہا ہے اور حالات کدھر جا رہے ہیں۔ اب یہ معاملہ ایک علاقے تک محدود نہیں رہے گا' جیسے ایوب خان اور بھٹو کے دور میں تھا' اب پورے صوبے میں عام بلوچ اور ماہی گیر بھی اپنے حقوق کے حصول کے لئے فریاد کر رہا ہے اور وہ مس لیڈ یا بلیک میل نہیں ہوگا"۔

مینگل قبائل کے ایک اور رہنما اور بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ اختر مینگل نے کہا: "بلوچ ایسی ترقی کے دشمن نہیں جو اُن کے لئے ہو' لیکن ایسی ترقی جس کا مقصد بلوچ اکثریت کو اقلیت میں بدلنا اور ہمارے علاقوں کو محصور کر کے بلوچ عوام کو یرغمال بنانا ہو تو ہم ایسی ترقی کے خلاف ہیں اور اس کے خلاف مزاحمت کریں گے۔ ترقی پر اثر انداز ہونے والوں کو بلیک میلر قرار دینے والے جنرل یہ مت بھولیں کہ بلیک میلر وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں بندوق ہو اور خود جنرل مشرف کے ہاتھ میں بندوق ہی نہیں' توپ بھی ہے اور وہ اس کے زور پر اب بلوچستان اور بلوچ عوام پر غاصبانہ قبضہ چاہتے ہیں جو ہم نہیں ہونے دیں گے"۔

پاکستان نیشنل پارٹی کے صدر اور ممتاز بلوچی رہنما ڈاکٹر عبدالحی بلوچ نے کہا ہے کہ "ملک میں وفاق کو مضبوط بنانے اور صوبوں کے احساسِ محرومی کو ختم کرنے کے لئے جمہوری اور پارلیمانی اداروں کو مضبوط بنانا اور ایجنسیوں کا رول ختم کرنا ضروری ہے۔ ملک میں پارلیمنٹ کی بالادستی ہر لحاظ سے ضروری ہے' جبکہ ایجنسیوں اور فوج کا ان اداروں میں کردار ختم ہونا چاہئے اور حکومت اور حکمرانی کا معاملہ عوام پر چھوڑ دینا چاہئے"۔

بلوچ رہنماؤں کے ان تمام بیانات واعلانات میں قدر مشترک خفیہ ایجنسیوں اور فوج کے کردار سے اختلاف' بلکہ اُن کی مذمت ہے۔ اس کی تائید خود حکمران سیاسی جماعت کے صدر چودھری شجاعت حسین کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے سابق نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی اور قومی اسمبلی کے سابق سپیکر الٰہی بخش سومرو سے بلوچستان کے مسئلے پر مذاکرات کے وقت بتایا کہ آئی ایس پی آر کے سربراہ میجر جنرل شوکت سلطان نے بلوچستان میں ڈیڈ لاک پیدا کیا اور بلوچ رہنماؤں کو مشتعل کیا۔ اور اُن کی وجہ سے ہمارا بنا بنایا کھیل خراب ہوا ہے۔ وہ صحافیوں کی فوج طیاروں میں بھر کر سوئی لے گئے اور نواب اکبر بگٹی کے خلاف غیر ذمہ دارانہ باتیں کیں۔ اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ حالانکہ چودھری صاحب کو یہ بھی ضرور معلوم ہوگا کہ میجر جنرل سے پہلے خود جنرل مشرف بھی بڑے سخت اور اشتعال انگیز بیان دیتے رہے ہیں حالانکہ صدر مملکت کی حیثیت سے انہیں بڑی بردباری اور تحمل سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

دوسری طرف قبائل کے سرداروں پر بھی واجب ہے کہ وہ مذاکرات کا دروازہ بند نہ کریں۔ بلوچستان پر پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات صدر پرویز مشرف نے اصولی طور پر منظور کر لی ہیں۔ ان سفارشات پر عمل درآمد کے ضمن میں ایک آئینی ترمیم زیر غور ہے۔ چودھری شجاعت حسین کے اعلان کے مطابق سوئی اور بگٹی سے فرنٹیئر کونسٹیبلری کی چوکیاں اٹھالی جائیں گی۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ قبائلی سردار بھی بلوچستان اور بلوچی عوام کو آگ وخون کے الاؤ میں جھونکنے کا خوفناک منظر دیکھنے کی بجائے مصالحت ومفاہمت اور تدبر وحکمت عملی کا مظاہرہ کریں۔ اپنے حقوق اور مطالبات کی روشنی میں آئینی ترمیم کو پارلیمنٹ میں لے جانے سے پہلے ہی اپنی سفارشات اور ترامیم اُس میں شامل کر کے' اُسے نفاذ اور عمل درآمد کے قابل بنائیں۔ ہر بات اور ہر تنازعے کا علاج ہتھیار اٹھا کر "حالت جنگ" میں آجانا نہیں ہوتا۔ بلوچ قوم کو ان کی اسلامی وثقافتی روایات کے مطابق "حالت

(باقی صفحہ 7 پر)

# عالم اسلام کی خبریں

## فلسطین

اسلامی تحریک مزاحمت ''حماس'' نے اسرائیل کی طرف سے مقبوضہ بیت المقدس کو مکمل یہودی شہر میں تبدیل کرنے' اس کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور غیر موجود شہریوں کی املاک پر قبضہ کرنے کی مہم کو سخت خطرناک قرار دیا ہے۔ ''حماس'' کے اعلان کے مطابق اسرائیلی حکومت بیت المقدس کے مسلمان شہریوں کے خلاف ظالمانہ پالیسیاں اپناتے ہوئے سخت قسم کے قوانین کا نفاذ اور بیت المقدس میں رہنے والوں کے لئے سخت گیر شرائط اور پابندیاں عائد کر رہی ہے' تاکہ مسلمان شہر خالی کر دیں اور قابض یہودی ان کی املاک' زمینوں' جائیداد اور مکانات پر قبضہ کر لیں۔ جو شہری وہاں موجود نہیں' اسرائیلی حکومت ان کے خالی مکانات اور املاک پر قبضہ کرنے کے لئے قانون سازی کر رہی ہے۔

اسرائیلی وزیر دفاع نے اعلان کیا ہے کہ مغربی کنارے کے چند قصبوں کا کنٹرول جلد فلسطینیوں کے حوالے کر دیا جائے گا اور اسرائیلی فوج بتدریج پورا علاقہ خالی کر کے 2000ء سے قبل کی پوزیشن پر چلی جائے گی۔

## عراق

عراق میں صدام حسین کی حکومت کے خاتمے کے بعد اتوار 30 رجنوری کو ہونے والے عام انتخابات کے موقع پر انتہائی سخت سکیورٹی انتظامات کے باوجود بغداد اور دوسرے شہروں میں 18 خود کش حملے کئے گئے جن سے تین امریکی فوجیوں اور دو پولیس اہلکاروں سمیت پچاس افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔ برطانوی طیارہ تباہ ہوا جس میں متعدد فوجی ہلاک ہوئے۔ الیکشن کمیشن کے اعلان کے مطابق انتخابات کا ٹرن آؤٹ 72 فی صد رہا۔ سنیوں نے بھی توقع سے بڑھ کر حصہ لیا۔ غیر ملکی نامہ نگاروں کے مطابق شیعہ آبادی والے پولنگ سٹیشنوں پر لوگوں کی بھاری تعداد ووٹ ڈالنے آئی۔ ان میں خواتین بھی شامل تھیں۔ تاہم سنیوں کے علاقوں کے بیشتر پولنگ سٹیشن ویران رہے۔ مبصرین کی رائے کے مطابق ان انتخابات کے نتیجے میں گیارہ سو سال کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہوگا کہ ایک عرب ملک میں شیعہ اکثریت کی حکومت قائم ہوگی۔ انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والی اسمبلی 15 راگست تک عراق کا نیا آئین بنائے گی' جس پر 15 راکتوبر کو ریفرنڈم ہوگا۔ منتخب اسمبلی عراق کے نئے صدر اور دو نائب صدور کا انتخاب بھی کرے گی۔ ریفرنڈم میں آئین کی دو تہائی اکثریت سے منظوری کے بعد مستقل حکومت منتخب کرنے کے بعد دسمبر میں دوبارہ انتخابات ہوں گے۔ امریکہ کے صدر بش اور وزیر خارجہ کونڈو لیزا رائس نے انتخابات کے نتائج کو خوش آئند اور حوصلہ افزا قرار دیا ہے۔

## ایران

اسرائیل کے وزیر دفاع نے دعویٰ کیا ہے کہ ایران ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے معاملے میں ایسے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے' جہاں سے اس کی واپسی ممکن نہیں رہی۔ امریکہ کی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ڈپلومیسی کے ذریعے ایران کے ایٹمی بحران کا حل ممکن ہے' لیکن اس ضمن میں تصدیق کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی برادری ایران پر واضح کر دے کہ وہ ایٹمی پروگرام جاری نہیں رکھ سکتا۔ عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی کے سربراہ محمد البرادی نے سوئٹزرلینڈ کے شہر ڈیووس میں ''عالمی اقتصادی فورم'' کے موقع پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب تک ایران کے ایٹمی پروگرام کے متعلق ٹھوس ثبوت نہیں ملے کہ وہ ایٹمی ہتھیار بنا رہا ہے۔ انہوں نے امریکہ اور اسرائیل سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ایران پر اپنے الزامات کے بجائے ٹھوس ثبوت فراہم کریں۔ ایران کے وزیر خارجہ کمال خرازی نے کہا ہے کہ امریکہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات موجودہ حالات میں ناممکن دکھائی دیتے ہیں' لیکن یورپی یونین کی وساطت سے غیر رسمی روابط برقرار رکھے جا سکتے ہیں۔

## افغانستان

حکومت پاکستان نے خیر سگالی کے جذبے کے تحت تین طالبان رہنماؤں ملا جان کوچے لائق میرزادہ اور شریف آغا کو رہا کر دیا ہے۔ ان کے عوض طالبان کی جانب سے گرفتار تین کمانڈر رسول خان' کمانڈر اکبر زیلے اور نذر علی احمد زیلے کو رہا کر دیا ہے۔ نیز حکومت نے قبائلی سرداروں کی جیلوں میں قید پاکستانیوں کی تفصیلات طلب کر لی ہیں' تاکہ ہر قیدی کا الگ الگ کیس دیکھ کر انہیں رہا کیا جا سکے۔

## انڈونیشیا

بین الاقوامی نیوز ایجنسیوں کے مطابق انڈونیشیا میں سونامی کے قیامت خیز سمندری زلزلوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ڈھائی لاکھ کے قریب ہے جبکہ انڈونیشی حکومت نے کہا ہے کہ مرنے والوں کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ ہے۔

## بنگلہ دیش

حزب اختلاف کی جماعت عوامی لیگ کی طرف سے تین روزہ (29 تا 31 رجنوری) ہڑتال کے دوران میں بھرپور مظاہرے ہوئے۔ تجارتی مراکز بند رہے اور ٹریفک کا نظام معطل رہا۔ ہزاروں پولیس اہلکار' پیرا ملٹری فورس کے مسلح آدمی گشت کرتے رہے اور گلیوں میں مکمل سناٹا رہا۔ عوامی لیگ نے ہڑتال کی کال سابق وزیر خزانہ سمیت پانچ افراد کے بم دھماکے میں ہلاک ہونے کے بعد بطور احتجاج دی ہے۔

## مصر

اسرائیل کی وزارتِ دفاع نے اعلان کیا ہے کہ اسرائیل مصر کی سرحد پر اسلحے کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے ایک برقی باڑ لگانے کے منصوبے پر غور کر رہا ہے اور یہ باڑ ضرور لگائی جائے گی۔ بجلی کی باڑ کا آغاز شام کی یہودی بستی کے قریب سے شروع کی جائے گی اور ساحلی شہر ایلات تک لگائی جائے گی۔

## القاعدہ

امریکہ کے اٹارنی جنرل جان ویلکر افٹ نے واشنگٹن میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ خفیہ ذرائع سے ہمیں بعض ثبوت مل رہے ہیں' جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ''القاعدہ'' کسی بھی وقت ایٹمی ہتھیار حاصل کر کے امریکہ کو ایک بار پھر خطرے سے دوچار کر سکتا ہے۔

## پاکستان

چودھری شجاعت حسین نے کہا کہ بلوچستان پر پارلیمنٹ کی کمیٹی نے اپنی سفارشات صدر جنرل پرویز مشرف کو دے دی ہیں۔ صدر نے ان سفارشات کی اصولی طور پر منظوری دے دی ہے جن پر عملدرآمد کے لئے آئین میں ترمیم کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں مفاہمت کی کوشش کو سبوتاژ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا بلوچستان کے عوام کو اتنا کچھ ملے گا جو بلوچ رہنماؤں کی توقعات اور مطالبات سے کہیں زیادہ ہوگا ان سے نہ صرف بلوچستان بلکہ دوسرے صوبوں کو بھی بے پناہ فائدہ ہوگا۔ ملک کی تاریخ میں پہلی بار کسی پارلیمانی کمیٹی کی سفارش پر آئین میں ترمیم کی جائے گی۔ شجاعت حسین نے بلوچ رہنماؤں جعفر مندوخیل' طارق مگسی اور حاجی عبدالستار سے جو نواب اکبر بگٹی کے قریبی ساتھی سمجھے جاتے ہیں' بات کی۔

دوسری طرف جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب اکبر بگٹی نے کہا ہے کہ حکومت کے ساتھ مذاکرات ختم ہو چکے ہیں اور ہزاروں قبائلی حالت جنگ میں مورچہ بند ہو گئے ہیں۔ دریں اثناء بلوچستان لبریشن آرمی اور آزاد بلوچ نے بلوچ عوام سے کہا ہے کہ وہ حکومتی اور فوجی مقامات سے دور رہیں کیونکہ آنے والے دنوں میں ان کے حملوں میں تیزی آئے گی۔

# خطابِ عید

مسجد دارالسلام باغِ جناح لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 21 جنوری 2005ء کے خطابِ عید کی تلخیص

حمد وثناء اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 65 کی تلاوت کے بعد فرمایا:

معزز حاضرین! آج سے ٹھیک ایک سال قبل اسی موقع اور مقام پر میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پاکستان کے بقا کے اعتبار سے دو تین سال کی مہلت ہمارے پاس ہے۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کیا اور اپنی اصلی منزل جس کے لئے پاکستان قائم کیا گیا تھا کی طرف سفر کا آغاز نہ کیا' یعنی ہمارے شب و روز یہی رہے جو قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہیں تو خدانخواستہ خاکم بدہن پاکستان باقی نہیں رہے گا' اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ یا یہ بالکل بے وقعت اور ایک بے معنی سی قوت بن کر رہ جائے گا۔ آج مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے یہ اندیشے یہ خدشات بڑی تیزی کے ساتھ سامنے آ رہے ہیں۔ ابھی جو کچھ بلوچستان میں ہوا ہے' یہ ذرا سا ایک مسئلہ ہوا اور پاکستان ہل کر رہ گیا ہے۔ اگر یہ معاملہ ذرا بڑھ گیا تو اس صورت میں کیا ہوگا' اس کے تصور سے ہی لرزہ پیدا ہوتا ہے۔ آج آپ کی ساری انڈسٹری یعنی معیشت سوئی گیس پر کھڑی ہے۔ آپ کے گھروں میں چولہے اور گیزر اسی کی بدولت جل رہے ہیں۔ گویا ایک قیامت صغریٰ برپا ہو جاتی۔ اگرچہ حکومت کا یہ موقف کہ اس معاملے کو پوری طاقت سے روکا جائے بظاہر درست نظر آتا ہے لیکن اس کا ردعمل انتہائی خوفناک ثابت ہو سکتا ہے۔ آج ہمارے سارے صحافی' سارے کالم نگار کہہ رہے ہیں کہ مشرقی پاکستان کے سے حالات پھر دوبارہ پیدا ہو رہے ہیں۔ وہاں بھی صدر ایوب خان مرحوم نے بڑی صنعتی ترقی کا معاملہ کیا تھا۔ لیکن وہ صنعتی ترقی کسی کام نہیں آئی اور مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ آج بھی اربوں روپے بلوچستان کے اندر انوسٹ کئے جا رہے ہیں۔ ترقی کے بڑے عظیم ترین منصوبے بنائے جا رہے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ ہمارے حکمرانوں کی غلطیوں کے باعث ساری کی ساری انوسٹمنٹ ایک علیحدہ' خود مختار اور آزاد بلوچستان کے حق میں استعمال ہوں۔ میں اس قسم کے حالات کے بارے میں پہلے بھی متعدد مرتبہ خبردار کر چکا ہوں اور اب وہ خطرناک صورت حال مجسم شکل میں سامنے آ گئی ہے۔ 1992ء میں ایک کتاب امریکہ میں منظر عام پر آئی تھی: The Twin Era of Pakistan مصنف ابوالمعالی سید کی پیدائش بہار (انڈیا) کی ہے۔ بعد میں وہ پاکستان آئے اور یہیں سے MSc کی۔ پھر برطانیہ اور امریکہ گئے جہاں کئی یونیورسٹیوں سے پی۔ ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں یہ خبر بدسنائی تھی کہ 2006ء میں پاکستان کے چھ سات ٹکڑے ہو چکے ہوں گے اور پاکستان کا جو بہترین اور خوشحال ترین علاقہ ہوگا وہ بلوچستان ہوگا۔ حال ہی میں روزنامہ جنگ میں جناب حامد میر نے اپنے کالم میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بلوچی نوجوان ان کے پاس آیا اور اس نے اپنا قصہ بیان کیا۔ اسے بعض بیرونی ایجنٹوں نے کہا کہ تم یہاں کیا کرو گے' کیا ملازمت تمہیں ملے گی' ہم تمہیں ترقی کا ایک راستہ بتاتے ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ ہمارے یہاں بے روزگاری عام ہے' لوگوں کے لئے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ایسے نوجوانوں کو استعمال کرنا بیرونی قوتوں کے بہت آسان ہے۔ بہرحال وہ اس نوجوان کو یہاں سے لے کر دبئی گئے۔ دبئی میں افغانستان کا پاسپورٹ بنوایا اور بنکاک لے گئے۔ جہاں ایسے ہی نوجوانوں کا ایک گروپ زیر تربیت تھا۔ اور ابوالمعالی سید کی یہی کتاب جس میں 2006ء میں پاکستان کے ٹکڑے ہونے کی خبر بد دینے کے علاوہ یہ بتایا گیا ہے کہ ان میں خوشحال' متمول ترین اور ترقی یافتہ حصہ آزاد بلوچستان ہوگا' اس کتاب کا ایک ایک لفظ ان کو پڑھایا گیا۔ بہرحال اس نوجوان کی غیرت دینی جاگ اٹھی وہ وہاں سے بھاگ آیا۔ لیکن اس واقعہ سے اندازہ کر لیجئے کہ دشمن کس طرح ہمارے ملک کے خلاف سرگرم ہیں۔ اور یہ چراغ جو اسلام کے نام پر جلا تھا اسے کس طرح بجھانے کے درپے ہیں۔ اس حوالے سے نعیم صدیقی مرحوم کا بڑا خوبصورت شعر ہے۔

اے آندھیو! سنبھل کے چلو اس دیار میں
امید کے چراغ جلائے ہوئے ہیں ہم

بہرحال اب بلوچستان کے حالات ایک گرہ کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ تشدد نہ کریں تو علیحدگی پسندوں کو تقویت ملتی ہے اور تشدد کریں تو اس کا ردعمل وہی ہوگا جو مشرقی پاکستان میں ہوا تھا۔ گویا یہ ایک لانیحل صورت حال (Dilema) ہے۔ ع

گرہ بھنور کی کھلے تو کیوں کر بھنور ہے تقدیر کا بہانہ

یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات ہے۔ ہم نے اسلام کے نام پر ایک آزاد ملک حاصل کیا جو اللہ نے معجزے کے طور پر ہمیں دیا لیکن ہم نے اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے کچھ نہ کیا۔ یہاں نہ وہ اسلام آیا جو علماء کے نزدیک معتبر ہے' نہ وہ اسلام آیا جو اقبال اور جناح کے نزدیک معتبر تھا۔ اسلامی نظام کا مطلب ہے کہ عدل اجتماعی ہو' ہر سطح پر انصاف ہو' اونچ نیچ نہ ہو' کفالت عامہ ہو۔ ہر انسان کی بنیادی ضروریات کی گارنٹی دی جائے۔ یہ خواب تھا جو اقبال اور قائداعظم نے دیکھا تھا۔ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر بنایا لیکن اس جانب پیش رفت نہیں ہوئی۔ ہمارے اسی جرم کا نتیجہ ہے کہ مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہو گیا اور اب پھر ایک آتش فشاں کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے۔ بلوچ لبریشن آرمی کے نام سے ایک فوج حکومت کے مقابلے کے لئے وجود میں آ چکی ہے۔

یہ معاملہ اگر مزید بڑھ جائے تو ہماری معیشت' ہماری روزمرہ کی زندگی درہم برہم ہو کر رہ جائے گی۔ یہ معاملہ صرف بلوچستان تک ہی محدود نہیں۔ تباہی کے بادل چاروں طرف سے گھر گھر کر آ رہے ہیں۔ بلوچستان سے ذرا اوپر وزیرستان کے اندر ایک اور بھٹی سلگ رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہاں صدیوں پرانا قبائل کا آزاد نظام قائم ہے۔ آج ہم نے اس نظام میں دخل اندازی کی ہے' وہاں فوج کشی کی ہے۔ ان کی اپنی روایات ہیں۔ چنانچہ ان کے اندر انتقامی جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ فوری طور پر ظاہر نہ ہوں لیکن کسی بھی وقت شدید ردعمل کا اندیشہ ہے۔ ذرا اوپر چلئے' گلگت اور سکردو وغیرہ میں جو کچھ ہوا یہ اسلام سے بے وفائی کی سزا کے طور پر عذاب الٰہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت نمبر 65 میں نے ابتدا میں تلاوت کی تھی۔ ترجمہ: ''(اے نبی) ان سے کہہ دیجئے اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے سے آپس میں لڑا کر مزہ چکھائے۔''

آج ہم اوپر سے نیچے سے غرض ہر طرف سے عذاب الٰہی میں گھرے ہیں۔ بحیثیت قوم ہم اس آیت کے آخری حصے کے مصداق فرقہ فرقہ ہو چکے ہیں۔ قدموں کے نیچے سے عذاب الٰہی کی سب سے بڑی مثال سونامی کا معاملہ ہمارے سامنے آیا۔ ابھی تو یہ سمندر کی تہہ میں زلزلہ

آیا تھا اور اس زلزلہ کے جو نتائج نکلے ہیں کہ پونے دو لاکھ انسان تو انڈونیشیا میں ہلاک ہوئے اس طوفان میں بھی زیادہ مسلمان ہلاک ہوئے ہیں۔ اور کتنے وسیع علاقے پر تباہی آئی ہے۔ ذرا تصور کیجئے جب وہ وقت آئے گا:

﴿اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها﴾

تب کیا بیتے گی اس کا ایک ہلکا سا نقشہ اللہ نے دکھا دیا۔ بہر حال یہ تو اوپر کا معاملہ آپ کے سامنے بیان کیا یعنی بلوچستان سے وزیرستان اور گلگت سکردو تک کے کیا حالات ہیں۔ اب نیچے آیئے یہاں کشمیر کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ایک عرصے کے بعد امید ہوئی تھی کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ لچک ہماری طرف سے دکھائی گئی' لیکن بھارت کی طرف سے کوئی مثبت ردِّعمل نہیں آیا۔ ہم نے تو اپنا سارا پرانا موقف ختم کیا۔ ہمارا موقف یہ تھا کہ سب سے پہلے کشمیر کا مسئلہ حل ہو پھر Normalization کی بات چیت ہو گی۔ پاکستان نے اس سے بھی یوٹرن لیا کہ چلو پہلے دوسرے معاملات پر بات ہو جائے لیکن ساتھ ساتھ کشمیر کا مسئلہ بھی چلنا چاہئے۔ لیکن بھارت نے اب ڈٹ کر' کھل کر کہہ دیا ہے کہ یہ ہمارے سیکولرازم کی نشانی ہے' ہم اس میں کوئی تبدیلی گوارا نہیں کرتے؟ گویا کہ یہ ساری جو خیر سگالی کی فضا بنی تھی یکطرفہ طور پر بھارت اسے اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے کہ آنا جانا ہو' تجارت ہو یہاں تک کہ پاکستان کی سرحدیں ختم ہو جائیں اور پھر ہمیں کھینچ کر اپنے ملک کے اندر شامل کر لیا جائے۔ جہاں سے ہم کٹ کر علیحدہ ہوئے تھے۔ وہ اصل میں ''اکھنڈ بھارت'' پروگرام کے تحت عمل کر رہا ہے۔ مختصر یہ کہ مسئلہ کشمیر کے حل کی کوئی امید جو ذرا پیدا ہو گئی تھی۔ اب کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ بھارت کسی درجے میں کوئی لچک دکھانے کو تیار نہیں۔ چنانچہ اب امریکہ کا دباؤ آئے گا کہ صرف لائن آف کنٹرول میں کمی بیشی (Adjustment) کر کے اس کو مانو' اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اس لئے کہ بھارت امریکا کا سٹریٹجک پارٹنر ہے' پورے علاقے کے اندر اس کی ایک حیثیت ہے۔ ہماری کیا حیثیت ہے۔ ہم تو امریکا کے اشاروں پر ناچنے والے ہیں۔ اس کے ساتھ پاکستان کی معیشت کا گلا گھونٹنے کے لئے بگلیہار ڈیم اور اس سے آگے وولر بیراج جیسے منصوبے سامنے آ رہے ہیں۔ یعنی تقسیم کے وقت ہمیں جو تین دریا دیئے گئے تھے وہ بھی ہم سے چھینے جا رہے ہیں۔ جبکہ اس حوالے سے ہمارا اپنا اندرونی معاملہ کیا ہے۔ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے صدر مشرف نے اپنی آخری تقریر میں کہا تھا کہ چند دن میں خوش خبری سناؤں گا۔ کہاں گئے وہ چند دن؟ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں وہ ایک قوم ہے ہی نہیں۔ ایک قوم ہو تو فیصلہ ہو۔ اگر کالا باغ ڈیم سرحد اور سندھ کے لوگ نہیں مانتے تو واقعتاً یہ نہیں بن سکتا۔ چنانچہ اس معاملے میں بھی صورت حال بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ علامہ مشرقی نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ خطہ دوبارہ صحرا بن جائے گا۔ جس طرح پہلے یہ باریں ہوتی تھیں۔ جیسے ساندل بار اور نیلی بار۔ بس دریاؤں کے ساتھ تھوڑی آبادی ہوتی تھی' باقی سب صحرا تھے۔ یہ تو انگریز نے آ کر نہروں اور بیراجوں کا نظام بنایا۔ اس کے بعد یہاں پر خوشحالی آئی۔ اگر پانی کا اس طرح گلہ گھونٹ دیا جائے تو پنجاب کے میدان پھر صحرا میں تبدیل ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہمارے سارے دریا تو بھارت سے ہی آ رہے ہیں۔ یہ سب حالات ہماری گزشتہ 57 سالہ کوتاہیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ جو بات میں نے ایک سال قبل کہی تھی کہ ہمارے پاس مہلت بہ کم رہ گئی اس کے آثار بہت نمایاں ہو کر آ رہے ہیں۔ ابھی عذاب الٰہی کی مختلف شکلوں کی داستان یہیں ختم نہیں ہوئی۔ ایک اور معاملہ یہ ہے کہ امریکہ کی طرف سے بھی اب زیادہ سخت کارروائی ہمارے خلاف ہو گی۔ اس کے مطالبات زیادہ ہوں گے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ اتنا عرصہ گزر گیا اور تم سے وزیرستان کا مسئلہ حل نہیں ہوا' مٹھی بھر القاعدہ کے لوگوں کو ختم نہیں کر سکے۔ اس کا مطلب ہے تم بے ایمانی کر رہے ہو۔ لہٰذا وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اسی طریقے سے آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ایٹمی پروگرام ان کے سینوں کے اندر چبھنے والی سوئی ہے۔ کسی صورت اسرائیل گوارہ نہیں کرتا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام برقرار رہے۔ امریکہ تو اسرائیل کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے ہمارے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے اس کی جھلک عراق کے معاملے میں اور اب ایران میں دیکھی جا سکی ہے۔ ایران کے اندر امریکہ کے کمانڈوز داخل ہو چکے ہیں جو وہاں پر تلاش کر رہے ہیں کہ نیوکلیئر پراجیکٹ پر کیا کام ہو رہا ہے اور کس صورت میں ہو رہا ہے۔ یہ شوشا بھی چھوڑا جا رہا ہے اس سلسلے میں پاکستان نے امریکہ کو مدد دی ہے۔ ایران کے خلاف پاکستان کی طرف سے پوری انٹیلی جنس فراہم کی گئی ہے جس کے ذریعے سے اب امریکہ کے کمانڈوز وہاں داخل کر کے جاسوسی کا کام کر رہے ہیں۔ گویا کہ مسلمانوں کو سازش کے تحت باہم لڑایا جا رہا ہے۔ کہاں ہم خواب دیکھتے تھے کہ پاکستان' ایران اور افغانستان کا ایک بلاک بن جائے تاکہ مغرب سے دجالیت کا جو سیلاب آ رہا ہے اس کے سامنے دیوار بن سکے۔ لیکن حال ہمارا کیا ہے' وہ سب کے سامنے ہے۔

یہ تو ہے اب تک کی صورتِ حال' جس میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ آیا اس بھنور سے نکلنے کی کوئی راہ بھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت یوں سمجھئے کہ ہم آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہاں کے بعض دانشور اور کچھ لوگ اس کا علاج بتا رہے ہیں کہ جمہوریت ان سب مسائل کا حل ہے۔ لیکن پچھلی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ پہلے یہاں کون سا مسئلہ جمہوریت سے حل ہوا ہے جواب ہو جائے گا۔

دو مرتبہ نواز شریف کے ذریعے جمہوریت آئی' دو مرتبہ بے نظیر کے ذریعے۔ کون سا خیر آیا؟ اربوں کے سکینڈل' اربوں کے غبن کے الزام۔ اس پر مستزاد یہ کہ پہلے ایک دوسرے کو ڈٹ کر بدنام کیا ہے' اب اپنے مفادات کے لئے قریب آ رہے ہیں۔ یہاں جاگیردارانہ نظام کے ہوتے ہوئے ہماری سیاست تو ظاہر ہے ان جاگیرداروں کے لئے میوزیکل چیئر کا کھیل ہے۔ کچھ لوگ کہہ رہے ہیں خاص طور پر بلوچستان کے معاملے میں کہ پوری قومی بصیرت کو بروئے کار آنا چاہئے۔ قوم کے جملہ عناصر مل کر بیٹھیں' سر جوڑیں' معاملات کو طے کریں' لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہ قوم ہے کہاں؟ ہاں آج سے 60 سال پہلے ایک قوم اسلام کے نام پر بنی تھی۔ جو پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعرے پر اکٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ تحریک پاکستان میں پختونوں نے خان عبدالغفار خان جیسی شخصیت کو اسلام کے نام پر ٹھکرا دیا۔ آپ نے دیکھا کہ بنگال کے اندر کس قدر زبردست تحریک مسلم لیگ کی چلی تھی بلکہ مسلم لیگ کی تاسیس بھی وہیں ہوئی تھی۔ پاکستان کا مطالبہ صرف مسلمانوں کی اکثریتی آبادی والے علاقوں پر مشتمل تھا لیکن پورے ہندوستان کے مسلمانوں نے حصہ لیا جس کی آج تک وہ قیمت چکا رہے ہیں۔ انہوں نے تو کہ اگر اسلام کے نام پر ملک بن رہا ہے تو ہمیں اس کے لئے یک زبان ہونا چاہئے' بعد میں ہم پر جو بیتے گی وہ ہم سہہ لیں گے۔ چونکہ ہم نے یہاں اسلام قائم نہیں کیا' لہٰذا وہ قوم تو اب ختم ہو چکی ہے اب تو قومیتیں ہیں۔ یہ ابن خلدون کا نظریہ ہے کہ کسی ملک کو قائم رکھنے والی شے عصبیت ہوتی ہے۔ وہ قبائلی عصبیت ہو یا نسلی عصبیت ہو یا کوئی لسانی عصبیت ہو۔ ہمارے پاس آج کوئی عصبیت نہیں ہے۔ سوائے اسلام کے' یہی ہمارا اعصابی نظام ہے' یہ واحد بنیاد ہے ہمارے اتحاد و اتفاق کی۔ اگر ہم نے اسے از سر نو تازہ نہ کیا تو ظاہر بات ہے کہ ہم بکھر جائیں گے۔ جب میں یہ سوچتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ کیا اسلامیانِ ہند کی سو سالہ جدوجہد کا حاصل ''پاکستان'' حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ عذاب کا پہلا کوڑا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں ہماری پیٹھ پر پڑا تھا۔ لیکن اس کے بعد بھی ہم ہوش میں نہیں آئے اور ہم نے اپنا قبلہ درست نہیں کیا۔ ہم نے اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے وسائل و ذرائع پر بھروسہ کیا کہ بس ہمارے پاس ٹیکنالوجی آ جائے؟ تعلیم زیادہ ہو جائے' مغربی تعلیم ہو جائے' آغا خان فاؤنڈیشن کو لایا جائے۔ یہ جو ساری مہم چلائی جا رہی ہے اس سے کوئی عصبیت پیدا نہیں ہو گی' بلکہ قوم بکھرے گی۔ جب تک دل آپس میں جڑے نہ ہوں۔ جب تک مقاصد ایک نہ ہوں۔ جب تک کوئی مشترک نظریہ نہ ہو کوئی ملک جاندار نہیں ہو سکتا ہماری قومیت کی واحد بنیاد اسلام ہے۔

قائداعظم نے کہا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ "پاکستان میں عہد حاضر میں اسلام کے اصولِ حریت و اخوت و مساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں"۔ ظاہر بات ہے کہ ہم نے ایسا نہ کر کے اللہ کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے۔ اب یہ اس کی سزا ہے جو ہم بھگت رہے ہیں۔ "علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی"۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اب ہمارے پاس ایک دو سال ہی کا عرصۂ مہلت رہ گیا ہے۔ اگر ہم اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں دو کام کرنے ہوں گے۔ (i) عوامی توبہ (ii) دستوری توبہ۔

پہلا کام تو یہ ہے کہ عوام میں توبہ کی تحرک برپا کی جائے۔ عوام میں وہ جذبہ پیدا کیا جائے کہ وہ مغربی تہذیب کو ٹھکرا دیں۔ مغربی تہذیب جس کے بارے میں مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا:

تہذیب نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

ہماری معاشرتی روایات شرم و حیا سے عبارت ہیں۔ ہمارا اپنا خاندانی نظام ہے۔ ہمارے ہاں بزرگوں کا ادب ہے اور یہ ساری اقدار یہاں سے ختم کرنے کے لئے جو بھی یو این او کا سوشل انجینئرنگ پروگرام ہے وہ طوفان کی طرح آ رہا ہے۔ اس کا ہدف عورتوں کو نکال کر باہر لانا ہے تا کہ خاندانی نظام اور شرم و حیا کے جذبات ختم ہو جائیں۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ایک تو یہ کام ہمیں کرنا ہوگا کہ انفرادی سطح پر توبہ کریں، شریعت پر سختی سے عمل کریں اور مغربی تہذیب کے اثرات سے بچیں۔ دوسرا کام ہے دستوری سطح پر توبہ۔ ہمارا دستور منافقت کا پلندہ ہے۔ اس میں پورا اسلام موجود ہے۔ لیکن تنفیذی شق نہ ہونے کے باعث یہ غیر موثر ہے۔ ایک دفعہ کے ذریعے یہ طے کر دیا جائے کہ قرارداد مقاصد کی دفعہ پورے دستور پر حاوی ہوگی تو نفاذ اسلام کا تقاضا پورا ہو جائے گا۔ کیونکہ جسٹس نسیم حسن شاہ صاحب نے کھل کر کہا تھا کہ یہ بھی ایک دفعہ ہے باقی بھی دفعات ہیں۔ وہ دوسری پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ اسی طریقے سے دفعہ 127 ہے۔ لیکن اسے اسلامی نظریاتی کونسل کے ساتھ باندھ لیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رپورٹیں تو پیش ہوتی ہیں۔ فائلوں کے انبار لگ گئے۔ الماریاں بھر گئیں لیکن کسی ایک کی بھی تنفیذ Implementation کی نوبت نہیں آئی کیونکہ دستور میں Implementation کی کوئی ضمانت نہیں، کوئی طریق کار معین نہیں۔ اسی طرح ضیاء الحق مرحوم نے فیڈرل شریعت کورٹ بنائی لیکن اسے دو بیڑیاں پہنا دیں۔ ایک یہ کہ دستور پاکستان تمہارے دائرۂ اختیار سے خارج دوسرے دس سال تک مالی معاملات کو فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے باہر رکھا گیا۔ اگرچہ دس سال کی یہ بیڑی (شرط) ختم ہوتے ہی شرعی عدالت نے بنک انٹرسٹ کو ربا قرار دینے کا تاریخی فیصلہ سنایا۔ اگرچہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ فیصلہ بھی نافذ نہیں ہو سکا۔ بہرحال دستوری سطح پر ہماری توبہ یہی ہے کہ ہم دستور کے یہ سقم دور کریں۔ تا کہ نفاذ اسلام کی راہ ہموار ہو سکے۔ اگر ہم نے یہ دو کام کر لئے تو امید ہے کہ اللہ کی رحمت کے سزاوار ہوں گے اور اس کی رحمت سے ہمارے وہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے جو آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں اور جنہیں میں نے بھنور سے تشبیہ دی ہے۔ بس ان کاموں کے لئے ہمت مردانہ چاہئے۔ اللہ پر توکل چاہئے، آخرت کا یقین چاہئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص اور اخلاص چاہئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں کہ ہم میں سے ہر فرد اپنی جگہ پر شریعت کا علمبردار بن کر کھڑا ہو اپنے گھر میں شریعت نافذ کرے اور اس ملک میں جو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا، دین حق کے قیام اور شریعت کے نفاذ کے لئے کمربستہ ہو جائے۔ اگر ہم نے یہ کر لیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید مہلت دے دے گا اور ہم اسلام کے عادلانہ نظام کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں گے۔

(تلخیص: فرقان دانش خان)

## بقیہ: اداریہ

امن" میں رکھنا حکومت اور سرداران قبائل دونوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ امید کرنی چاہئے کہ فریقین اس قومی ذمہ داری سے خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوں گے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ حکومتی طبقہ ہو یا بلوچ سردار، سیاست دان ہوں یا فوج، سب ایک ہی ملک کے افراد ہیں اور یہی نہیں بلکہ "حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک" اور "ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، قرآن بھی ایک"۔ لیکن حال یہ ہے کہ باہم ذہنی و قلبی ہم آہنگی کا شدید فقدان ہے، چنانچہ باہم دست و گریباں ہیں، دلوں میں کدورتوں اور نفرتوں کا الاؤ دہک رہا ہے اور ملک گویا خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ مسلمانان پاکستان کی دین سے بے وفائی اور غداری کی نصف صدی پر محیط تاریخ کے مہلک اثرات عذاب الٰہی کی صورت میں ہمارے سروں پر مسلط ہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم جاگ اٹھیں اور امریکہ و برطانیہ اور یہود و نصاریٰ کی غلامی چھوڑ کر ایک اللہ کے آگے سربسجود ہو جائیں۔ ملت اسلامیہ پاکستان کے پیچ در پیچ قومی مسائل اور اس کے وجود کو لاحق خطرات کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں!!! (ادارہ)


## کیا ہم کسی سونامی کے منتظر ہیں؟

- سونامی طوفان کے ہاتھوں لاکھوں انسان لقمہ اجل بنے جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ امریکہ افغانستان اور عراق میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے اور ایران پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ بھارت کشمیریوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ بلوچستان اور آزاد وزیری قبائل پاکستان کی افواج سے نبرد آزما ہیں اور خانہ جنگی کی کیفیت ہے۔ دونوں طرف مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، گویا ہم آتش فشاں کے دہانے پر کھڑے ہیں۔
- لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ایک طرف ہم 5 فروری کو کشمیریوں کے ساتھ یوم یکجہتی منانے کا عزم رکھتے ہیں تو دوسری طرف اگلے روز 6 فروری کو ہندوؤں کا تہوار بسنت منانے کی قومی سطح پر تیاری کر رہے ہیں۔ کیا ہم اللہ کے غضب کو دعوت نہیں دے رہے؟ کیا ہم کسی سونامی کے منتظر ہیں؟ حکومت سے التماس ہے کہ وہ بسنت منانے یا جشن بہاراں کے انعقاد کا خیال چھوڑ کر پتنگ ڈور کی فروخت پر مکمل اور مستقل پابندی لگائے اور علامہ اقبال اور قائداعظم کے تصورات کے مطابق مملکت خداداد پاکستان میں دین حق کے حقیقی قیام اور شریعت کے نفاذ پر کمربستہ ہو جائے۔ وگرنہ کوئی سونامی ہمیں بھی آ لے گا اور اس وقت مہلت ختم ہو چکی ہوگی۔
- ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں اور اس کا صرف اور صرف یہ طریقہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں سمیت ہر شخص پہلے اپنی ذات پر اور پھر ملک میں حقیقی اسلام نافذ کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائے۔

**تنظیم اسلامی** حلقہ لاہور۔ 866۔ این، پونچھ روڈ سمن آباد
فون: 7520902-7584627 E-mail:lahore@tanzeem.org

# جمہوریت اک طرزِ حکومت

ایوب بیگ مرزا

افغانستان کے بعد عراق میں بھی انتخابات کروا دیئے گئے ہیں ان انتخابات میں الیکشن کمیشن کے دعویٰ کے مطابق ساٹھ فیصد ووٹرز نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ انتخابات کے مکمل طور پر فلاپ ہونے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا تھا وہ درست ثابت نہیں ہوا۔ اگرچہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ انتخابات کے بعد بھی تشدد آمیز واقعات ہوتے رہیں گے البتہ ان میں کمی آ سکتی ہے امریکہ کی خواہش ہے کہ عراق کے حالات کسی طرح اس نہج پر آ جائیں کہ عراق کی اندرونی سکیورٹی مکمل طور پر عراقی سنبھال لیں۔ وہاں حالات نارمل ہو جائیں ملکی سطح پر حکومت کی رٹ ناقابل چیلنج ہو جائے۔ امریکی فوج کو اندرونِ عراق سکیورٹی کے لئے سڑک پر آنے کی ضرورت نہ رہے اور اس وقت تشدد سے اس کا جو جانی نقصان ہو رہا ہے وہ اس سے محفوظ ہو جائے۔ البتہ وقت کی حکومت بیرونی تجارت دفاع اور خارجہ امور کے حوالہ سے مکمل طور پر امریکہ پر انحصار کرے اور عراق میں ایک اسرائیل دوست حکومت قائم ہو جائے تاکہ حملہ کرنے کے دونوں مقاصد پورے ہو سکیں یعنی تیل کی دولت پر ہاتھ بھی صاف کر سکے اور اسرائیل کے دفاع کے لئے خطرہ بننے والا مشرق وسطیٰ کا واحد ملک اس کے دوست ملک میں تبدیل ہو جائے۔ اسرائیل کو بھی روس سے مہنگا تیل خریدنے سے نجات حاصل ہو جائے گی اور عراق سے براہِ راست پائپ لائن کے ذریعے اسے سستا تیل سپلائی ہو سکے۔ مزاحمت کار امریکہ کی اس پالیسی کو سمجھتے ہوئے اس حکمت عملی پر عمل پیرا تھے کہ وہ امریکیوں کو مارنے کے ساتھ ساتھ ان عراقیوں کو ہلاک کر رہے تھے جو پولیس یا نیشنل گارڈ کے طور پر بھرتی ہو رہے تھے یعنی ان کی کوشش یہ تھی کہ لوکل سکیورٹی کا کوئی نظام نہ بن پائے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ امریکی فوج کو سکیورٹی کے انتظام کے لئے سڑک پر آنا پڑے گا جس سے اسے نشانہ بنانا آسان ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ عراق میں اکثریت شیعہ آبادی کی ہے لیکن تقریباً 80 سال پہلے جب عراق ایک ملک کی حیثیت دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا اس وقت سے سنی حکمران رہے۔ امریکہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود شیعہ سنی کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء تو نہیں کر سکا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ اکثریتی آبادی کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ جمہوری نظام میں انہیں حکومت کرنے کا موقع ملے گا اور سنی مزاحمت کار شیعہ حکومت کے قیام میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ لہٰذا شیعہ آبادی نے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ امریکہ دنیا کو عندیہ دے رہا ہے کہ اس کے عراق پر حملہ کرنے کا مقصد صدام جیسے جابر اور ظالم حکمران سے عراقی عوام کو نجات دلانا تھی اسی لئے اس نے عراق میں انتخابات منعقد کروا دیئے ہیں اگر وہاں امن قائم ہو جائے تو امریکہ اپنی فوجوں کی واپسی کا ٹائم ٹیبل دے سکتا ہے۔ راقم کی رائے میں امریکہ عملاً ایسا کرنے پر تیار ہو جائے گا لیکن وہ عراق میں کویت اور قطر کی طرح اپنی فوجی چھاؤنی ضرور قائم کرے گا تاکہ عراق کی لوکل حکومت اپنا قبلہ تبدیل نہ کر سکے اور اس کے مقاصد اور مفادات کی تکمیل کرتی رہے۔

راقم کی رائے میں مزاحمت کاروں کو اب اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ عراق میں جمہوری عمل مکمل نہیں ہوا بلکہ ایک آئین تیار کیا جانا ہے پھر اکتوبر میں ریفرنڈم ہونا ہے۔ مزاحمت کاروں کو چاہئے کہ وہ اس جمہوری عمل کے بقایا حصے میں بھرپور حصہ لیں عوام کی ذہن سازی کریں انہیں بتائیں کہ امریکی منظورِ نظر حکومت ان کا کوئی بھلا نہیں کر سکے گی بلکہ ان کی آزادی بھی مصنوعی ہو گی حقیقی قوت امریکیوں کے پاس ہو گی پھر مسلمان چاہئے شیعہ ہو یا سنی یہودی اس کا دشمن ہے امریکہ نواز حکومت اسرائیل سے اپنے تعلقات بہتر بنائے گی اس کو سستا تیل فراہم کرے گی اور عالمی سطح پر مسلمانوں کے اس دشمن کو مضبوط بنائے گی لہٰذا ایسی حکومت کا چناؤ کیا جائے جو عراق سے امریکہ کا عمل دخل مکمل طور پر ختم کر دے۔

اگر صحیح معنوں میں عوامی امنگوں کی عکاسی کرنے والی عراقی حکومت قائم ہو جائے اور عوام کو یہ احساس ہو کہ یہ ہماری اپنی بنائی ہوئی حکومت ہے اور حکومت اپنے عوام کی فلاح و بہبود کا کام کرے تو لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اگرچہ امریکہ کے وحشیانہ حملے سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے اور لاکھوں عراقی ہلاک ہوئے ہیں اور امریکہ کی چاہے جو بھی نیت تھی لیکن اللہ نے اس سے یہ خیر برآمد کیا ہے کہ ہمیں صدام جیسے آمر اور ظالم انسان سے نجات حاصل ہو گئی اور اس کی جگہ ہماری اپنی حکومت قائم ہو گئی ہے جو ہمیں ہمارے حقوق دیتی ہے۔ اور عراق کی دولت جو سونا اگلتی ہے اس سے کوئی دوسرا نہیں بلکہ خود عراقی فیض یاب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں عراق فلسطینیوں کی حمایت جاری رکھے مزاحمت کار اب اگر اس رخ پر جدوجہد کریں تو وہ دشمنوں کے عزائم خاک میں ملا سکتے ہیں۔

مزاحمت کاروں اور ان کے حمایتیوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اگر قتل و غارت جاری رہی اور نئی حکومت کے نمائندوں یا اہلکاروں کو وہ ہلاک کرتے رہے تو امریکہ شیعہ آبادی کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ درحقیقت سنی یہ نہیں چاہتے کہ عنانِ حکومت اہل تشیع کے ہاتھ لگے۔ ایسی صورت میں اگر امریکہ نے اپنی فوج کو وہاں سے نکال لیا تو راقم کو یہ کہتے ہوئے بڑا خوف محسوس ہوتا ہے کہ انتہائی بڑے پیمانے پر عراق میں شیعہ سنی فسادات ہو سکتے ہیں اور ان فسادات میں ایک طرف سے ایران اور دوسری طرف سے مشرق وسطیٰ کے دوسرے ممالک خصوصاً سعودی عرب کے مسلمان ملوث ہو سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دونوں طرف سے مسلمانوں کا بے تحاشہ خون بہے گا پھر امریکہ اور دوسرے مسلمان دشمن ممالک تماشا دیکھیں گے۔ اور انہیں اپنا اسلحہ اور بارود استعمال کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔

عراق میں جمہوریت کے حوالہ سے بات چلی ہے تو راقم اپنا فرض سمجھتا ہے کہ پاکستان کی خالص دینی جماعتوں کے بعض اکابرین اور کارکنوں کی جمہوریت کے بارے میں سوچ پر یہ بات بلاجھجک عرض کروں کہ کسی بھی دینی جماعت سے منسلک کارکن جو خلوص سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کام کر رہا ہو وہ قابل احترام ہے لیکن جو دینی شخصیت یا جماعت جمہوریت کو ایک اچھا طرز حکومت سمجھتی ہو لیکن عملاً سیاست میں اس لئے حصہ نہ لے کہ اسلامی نظام جمہوریت کے ذریعے نافذ نہیں ہو سکتا وہ میری محبت ہے اور مجھے انتہائی عزیز ہے۔

بہرحال افہام و تفہیم کی ضرورت بھی اپنوں سے پیش آتی ہے۔ ہمارے بعض دینی مزاج رکھنے والے بھائی جمہوریت سے خواہ مخواہ الرجک ہیں یا ان کے سامنے صرف مغربی جمہوریت کا وہ ماڈل ہے جس کے مطابق اکثریت فائنل اتھارٹی ہوتی ہے اور اس پر کوئی حدود و قیود لاگو نہیں کی جا سکتیں حالانکہ اسلامی جمہوریت بالکل مختلف ہو گی ہندوستان کے مذہبی رجحان رکھنے والے لوگوں کا شروع ہی سے یہ مزاج رہا ہے کہ انہوں نے کسی نئی چیز کو شروع میں قبول نہیں کیا۔ لاؤڈ سپیکر کا دوران نماز استعمال اور کیمرہ فوٹو

اس کی مثال ہیں۔لیکن جتنا لاؤڈ سپیکر کا استعمال مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے اس وقت استعمال ہو رہا ہے کسی اور تقریب کے لئے اتنا استعمال نہیں ہوتا ہوگا کم وبیش یہی حال کیمرہ فوٹو کا ہے۔ جمہوریت سے الرجک ہونا یا اسے خلافِ اسلام قرار دینا سب سے زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ ہمیں تعلیم تو یہ دی گئی تھی کہ دانش وحکمت تمہاری گمشدہ متاع ہے اسے حاصل کرو جہاں کہیں سے بھی ملے کون نہیں جانتا کہ جمہوریت حقیقی ہو مصنوعی نہ ہو تو اس سے افراد پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور اصل قوت اداروں کو حاصل ہو جاتی ہے۔اور قوموں کی اجتماعی دانش وبصیرت ترقی اور کامیابی کو بڑا سہل بنا دیتی ہے۔اگر چہ اس اٹل حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نظام کی تبدیلی بذریعہ جمہوریت ممکن نہیں لیکن بعد از انقلاب کوئی نظام بنانا پڑے گا اور کیونکہ کوئی حکمران چاہے صدر کہلائے یا خلیفہ مامور من اللہ نہیں۔ اگر کسی اسلامی ملک میں جمہوری نظام قائم ہوگا تو وہ اس وقت تک اسلامی جمہوریت کہلا ہی نہ سکے گی جب تک قرآن اور سنت کی بالادستی تسلیم نہ کی جائے اور قوت کا حقیقی سرچشمہ اللہ رب العزت نہ قرار پائے۔

جمہوریت بہرصورت ناقابل قبول کہنے والے حضرات اگر ایک سوال کا دوٹوک جواب دیں کہ اللہ کرے پاکستان یا کسی اسلامی ملک میں انقلاب کے ذریعے اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ پہلا حکمران انقلاب کا قائد ہوگا لیکن موت کی صورت میں یا اس کے منظر سے غائب ہو جانے کی صورت میں اگلا حکمران کون بنے گا کس طرح بنے گا۔ جواب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اللہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا یا حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ ہو جائے گا وغیرہ کسی واضح طریقہ کی نشان دہی کی جائے تو راقم بھی جمہوریت سے تائب ہو جائے گا۔

ایک اور بات واضح ہو جانی چاہئے کہ اسلامی جمہوریت میں امیدوار اور ووٹر دونوں کے لئے کچھ شرائط ہو سکتی ہیں پھر یہ کہ جمہوریت صرف ووٹ ڈالنے اور ووٹ لینے کا نام نہیں بلکہ جمہوریت کی حقیقی روح یہ ہے کہ ہر انسان کو آزادی حاصل ہو کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق بلاخوف بات کر سکے اور کسی بھی عمل کے لئے اس پر کسی قسم کا خوف مسلط نہ ہو جو کسی آمر حکمران کے دور میں ممکن نہیں۔ لیکن آج کے دور میں آمریت یا ملوکیت نہیں چل سکتی ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بہتر حکمران بن سکتا ہوں اور کسی نہ کسی کو فیصلہ کرنے کا اختیار دینا پڑے گا۔

قائداعظم نے اسلام کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہر وہ چیز جو اچھی ہے وہ اسلام ہے اور ہر وہ چیز جو اچھی نہیں ہے اسلام نہیں ہے۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ ہر شے کی اچھی طرح چھان بین کی جائے اس کا اچھا پہلو اپنا لیا

(باقی صفحہ 13 پر)

## نئی تہذیب اک دھوکہ ہے مستقبل کے معمارو!

—— نیر مشہدی ——

نئی تہذیب میں معیوب ہے مذہب کی پابندی
کہا جاتا ہے مذہب سے لجاتی ہے ہنرمندی

لباسِ نیم عریاں عین معیارِ شرافت ہے
شرافت ہی نہیں بلکہ ترقی کی علامت ہے

سرِ بازار سج دھج کر نکلنا بن گیا فیشن
نئی تہذیب میں پردہ نشیں خاتوں زنِ بے فن

کمی روحانیت کی ہوگئی پوری بناوٹ سے
کہ چہرے جگمگا اٹھتے ہیں مصنوعی سجاوٹ سے

نکل آئے نہ جب تک دھوپ ہم بستر سے کیوں نکلیں؟
ڈھلے نہ رات جب تک ہوٹلوں کے در سے کیوں نکلیں؟

امیری کیا اگر بیٹی کو ڈانس بھی نہیں آتا
امیری کیا اگر بیٹا کلبوں میں نہیں جاتا

جو تہذیب فرنگی سے یہاں بیگانہ رہتے ہیں
انہیں میرے وطن کے لوگ دقیانوس کہتے ہیں

نظر آنے لگے ہیں پیوں کے بھی یہاں چیلے
ترے مخمور بیٹے قوم ان کو گود میں لے لے!

انہیں سمجھا کہ جن راہوں کو اپنائے ہوئے ہو تم
ادھر تاریک غاریں ہیں جدھر کو جا رہے ہو تم

انہیں سمجھا کہ تم کو طارق وقاسم سے نسبت ہے
تمہاری یہ ڈگر میرے لئے وجہِ ندامت ہے

زمانہ نام سے جن کے لرزتا تھا وہ مومن تھے
زمانہ دید کو جن کی ترستا تھا وہ مومن تھے

زبانوں سے نہیں افعال سے پہچانے جاتے تھے
وہ ناموں سے نہیں اعمال سے پہچانے جاتے تھے

خدارا ہوش میں آؤ مری امید کے تارو
نئی تہذیب اک دھوکہ ہے مستقبل کے معمارو!


**النصر لیب**

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرنگرانی ادارہ ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

**خصوصی پیکج** خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ/ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

**النصر لیب** :950۔بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون:5162185-5163924 موبائل:0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

# خلافت کمیٹی کے قیام کا پس منظر

سید قاسم محمود

ہندوستان میں خلافت کی تحریک سے قطع ہو کر' آیئے خود ترکی کے اندر جو سیاسی کایاپلٹ ہو رہی تھی' اس قسط میں ایک نظر اس پر بھی ڈال لیں۔

جس طرح آج بغداد پر چڑھائی کے وقت امریکی صدر بش نے "صلیبی جنگ" کا نعرہ لگایا تھا' اسی طرح پہلی جنگ عظیم اتحادیوں نے ترکوں کے خلاف صلیبی جوش و جذبے کے تحت کی تھی۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد جنرل لارڈ ایلن بی (Allenby) کے لئے انعام کی تجویز پیش کرتے وقت وزیراعظم برطانیہ لائیڈ جارج نے ایک پُرجوش عیسائی مجاہد کی طرح اس فتح کو آخری صلیبی جنگ اور سب جنگوں سے زیادہ فاتحانہ کہا تھا۔ عارضی صلح کے بعد پہلی مرتبہ فرانسیسی افواج 8 فروری 1920ء کو قسطنطنیہ میں داخل ہوئیں اور اُن کے کمانڈر نے سفید گھوڑے پر سوار ہو کر فاتحانہ جلوس کے ساتھ قسطنطنیہ کی شاہراہوں پر گشت کیا۔ غدار عیسائی آبادی نے خوشی میں تالیاں بجائیں اور ترکوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ محمد فاتح بھی جب قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہوا تھا (29 مئی 1454ء) تو سفید ہی گھوڑے پر سوار تھا۔ فرانسیسی کمانڈر نے اتحادیوں کی اس فتح کو محمد فاتح کی فتح قسطنطنیہ کے انتقام کی حیثیت سے نمایاں کرنے کے لئے اس موقع پر اپنی سواری کے لئے سفید گھوڑا ضروری سمجھا۔ اس اندوہ ناک منظر کو دیکھنے والوں میں خود مصطفیٰ کمال بھی تھے۔ اُن کے دل پر اس کا بڑا گہرا اثر ہوا' مگر وہ اس کو صبر کے حوالے کر کے ایسے چپ ہو گئے کہ ان کے سکوت پر سب کو حیرت تھی۔

دوسری مرتبہ اتحادی فوجیں 16 مارچ کو قسطنطنیہ میں اتریں' اور یہ برطانیہ کی فوجیں تھیں' انگریز سپاہی لوگوں کے گھروں میں گھس گئے۔ ان کو سپاہیوں نے مارا پیٹا اور ذلیل کیا۔ مارشل لاء نافذ کر دیا اور یہ اعلان کیا کہ قوم پرور ترکوں کو جو کوئی پناہ دے گا' اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ سیاسی لیڈر رؤف بے کو گرفتار کر کے جزیرہ مالٹا میں بھیج دیا' جہاں "انجمن اتحاد و ترقی" کے ارکان پہلے سے قید تھے۔ اتحادیوں نے سلطان ترکی سے ایک عدالت قائم کرائی' جس نے فواد پاشا' ڈاکٹر عدنان اور خالدہ ادیب خانم وغیرہ کو' جن کی کل تعداد سات تھی' سزائے موت کا حکم دیا۔ شیخ الاسلام سے فتویٰ جاری کرایا کہ جو شخص ان سات آدمیوں سے کسی کو قتل کرے گا' وہ جنت کا حقدار ہو گا۔

سیاسی نظریات اور ملکی پالیسی کے معاملے میں مصطفیٰ کمال اور غازی انور بے کے درمیان اس قدر اختلاف تھا کہ اس نے ذاتی دشمنی کی صورت اختیار کر لی تھی۔ "انجمن اتحاد و ترقی" کے اغراض و مقاصد اور لائحہ عمل سے بھی مصطفیٰ کمال پاشا کو اختلاف تھا' اس لئے قسطنطنیہ میں جو ترک فوج متعین تھی' اس میں مصطفیٰ کمال پاشا کرنل کے عہدے پر مامور تھے اور کوئی خاص خدمت ان کے سپرد نہ تھی۔ مگر یہ ایک انتہا پسند قوم پرور کی حیثیت سے بہت مشہور تھے۔ سلطان اُن کو خطرناک سمجھتا تھا۔ اتحادی افسروں کے مشورے یا ہدایت پر مصطفیٰ کمال پاشا کو تیسری فوج کا انسپکٹر جنرل مقرر کر کے سمسون بھیج دیا گیا اور 19 مئی 1919ء کو انہوں نے اس عہدے کا چارج لے لیا۔ اس تبدیلی سے مصطفیٰ کمال پاشا کے ہاتھ پاؤں کھل گئے۔

پیرس کانفرنس کی شرائط کے مطابق سمرنا یونانیوں کو دے دیا گیا۔ 15 مئی 1919ء کو یونانیوں کی ایک ڈویژن فوج اتحادیوں کے نہایت طاقتور بیڑے کی مدد سے سمرنا میں اتری۔ مقامی یونانی عیسائیوں نے جو صدیوں ترکوں کی حفاظت میں رہ چکے تھے' بڑے جوش سے ان کا خیر مقدم کیا اور یونانی سپاہیوں نے بڑے اہتمام سے مسلمان ترکوں کی آبادی کا قتل عام کیا۔ یونانیوں کے اس ظلم سے تمام ملک میں تہلکہ پڑ گیا اور دنیائے اسلام میں کہرام مچا۔ جب یونانی سمرنا میں مضبوطی سے جم گئے تو پھر اُن کے اندرونِ ملک میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کا قتل عام اور عمارتوں کو مسمار کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اس مصیبت میں صرف ایک شخص یورک علی اپنی قوم کی بے بسی دیکھ کر' اس کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو گیا۔ یورک علی دورانِ جنگ میں ڈاکو اور رہزن تھا۔ اس واقعے کے بعد سے وہ محسن قوم سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اپنے لوگوں کی ٹولیاں بنائیں اور یونانیوں سے گوریلا جنگ لڑنے لگا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جون 1920ء میں اس نے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر' دریائے میندرلیس عبور کیا اور یونانیوں کی ایک پوری فوج کا صفایا کر دیا۔ مگر ترکوں کو یونانیوں کے مقابلے میں ایک پوری جنگ درپیش تھی' اور اس کے لئے ایسا لیڈر چاہئے تھا جو دورِ حاضر کی جنگ کے تقاضوں سے واقف ہو اور بہادری میں' فکر میں' رائے میں' تخلیق وسائل میں امتیازی صلاحیتیں رکھتا ہو۔ وہ مصطفیٰ کمال نکلا اور عزم و ہمت کے ساتھ قیادت کی باگیں اپنے طاقتور ہاتھوں میں مضبوط تھام لیں۔ 26 جون 1916ء کو اس نے مندرجہ ذیل گشتی پیغام تمام قابل اعتبار فوجی اور سول افسروں کو بھیجا۔

ہمارے وطن کی سالمیت اور قومی استقلال خطرے میں ہیں۔ مرکزی حکومت اس قابل نہیں ہے کہ اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکے۔ ایک ایسی قومی جمعیت قائم ہونی چاہئے جو تمام بیرونی اثرات سے آزاد ہو' تا کہ اپنے حقوق کے لئے قوم کی آواز تمام دنیا کے کانوں تک پہنچا سکے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ سیواس میں عنقریب قومی کانگریس کا اجلاس منعقد کیا جائے' جس میں ہر صوبے کے نمائندے شریک ہوں' اور جب ضرورت ہو تو وہ اس طرح سفر کریں کہ ان کو کوئی پہچان نہ سکے"۔

اس کی خبر پاتے ہی وزارتِ جنگ نے مصطفیٰ کمال کو اُن کے عہدے سے برخاست کر دیا اور تمام افسروں کو احکام بھیج دیئے کہ مصطفیٰ کمال کے احکام کی ہرگز تعمیل نہ کریں' مگر فوجی افسروں نے وزارتِ جنگ کے احکام کی قطعی پروانہ کی اور مصطفیٰ کمال کو اپنا لیڈر مانتے رہے۔ ارض روم میں ایک کانگریس منعقد ہوئی۔ مصطفیٰ کمال اس کے صدر منتخب ہوئے۔ سیواس کانگریس نے' جو اسی سال ستمبر میں منعقد ہوئی' اُس کے فیصلوں کی تصدیق کی۔ اس کانگریس میں مصطفیٰ کمال کی سیاسی ذہانت کا مظاہرہ ہوا اور بحیثیت صدر وہ اس کی تمام کارروائی پر چھائے رہے۔ سیواس کانگریس کے فیصلوں کا خلاصہ یہ تھا کہ ترکیہ کے کسی بھی حصے پر حملہ ہو' اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اگر ملک کے سیاسی استحکام و مفاد کے لئے نقصان دہ ہوں تو وہ تمام مراعات جو اقلیتوں کو دی گئی ہیں' واپس لی جائیں۔ قوم کے مستقبل کے فیصلے کرنے کے لئے نیشنل اسمبلی منعقد کی جائے۔

کانگریس نے مرکزی حکومت کو اپنا یہ قطعی اور آخری مطالبہ بھیجا کہ وزیراعظم داماد فرید پاشا کی حکومت استعفیٰ دے۔ جب اس مطالبے کی تعمیل نہ ہوئی تو مصطفیٰ کمال نے بذریعہ تار ایک اور تنبیہ کی۔ جب اس تنبیہ کی میعاد بھی ختم ہو گئی تو مرکز سے تار اور ڈاک کے تمام رشتے منقطع کر دیئے گئے اور سلطان کی حکومت کی طرف سے جو دفتری پیغامات آتے تھے' انہیں تار گھر قبول نہیں کرتے تھے۔ 2 اکتوبر کو داماد فرید پاشا نے استعفیٰ دے دیا اور بجائے اُن کے علی رضا پاشا وزیراعظم مقرر ہوئے۔ انہوں نے الکشن کے متعلق

مشورہ کرنے کے لئے نو چیف (امیر البحر) کو مصطفیٰ کمال کے پاس بھیجا۔ تین روز بحث و گفتگو کے بعد چار اہم اصولوں پر اتفاق رائے ہوا:

(1) ترکی کی ملکی سالمیت برقرار رکھی جائے گی۔
(2) حکومت قومی نظام کو تسلیم کرے گی۔
(3) صلح کانفرنس کے لئے وہ نمائندے مقرر کئے جائیں گے جن کو نیشنل کانگریس کی مجلس عاملہ منظور کرے۔
(4) نئے ایوان وکلاء کے اجلاس قسطنطنیہ میں نہ ہوں گے۔

اس دوران میں مصطفیٰ کمال نے قوم کا اعتماد حاصل کر لیا اور عارضی حکومت کے صدر کی حیثیت سے اختیار بھی۔ یہ دیکھ کر اتحادیوں نے قومی تحریک و نظام کو تباہ کرنے کے لئے سلطان کے ساتھ سازش کی اور خلافت کے اثرات کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہا۔ ترکی کے مشہور جنرل کاظم قرابکر پاشا کو سلطان سے حکم بھجوایا کہ مصطفیٰ کمال پاشا کو گرفتار کر کے عارضی حکومت کو توڑ دیں' مگر جنرل کاظم پاشا خود مصطفیٰ کمال کی گفتگو سے متاثر ہو کر تحریک میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ پھر اتحادیوں نے سلطان کی وساطت سے کردوں سے بغاوت کرائی اور ان کو مصطفیٰ کمال کے خلاف حملہ کرنے کے لئے ابھارا۔ اس سے ترکوں کے قومی جوش میں اور زیادہ قوت اور شدت پیدا ہوئی۔ قسطنطنیہ میں جو برطانوی فوجی افسر تھے انہوں نے ایوانِ وکلاء کے قوم پرور ارکان کی خود آرائی سے تنگ آ کر' یہ حماقت کی کہ ان کی گرفتاری کے لئے احکام جاری کر دیئے اور جو گرفتار ہوئے ان کو مالٹا بھیج دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ارکان ایوان گرفتاری سے بچ کر انقرہ چلے گئے اور ان سے وہاں قومی مجلس کبیر (گرینڈ نیشنل اسمبلی) کی تشکیل ہو گئی۔ اس کے مسلسل اور مستقل اجلاس ہونے لگے اور نئی دولت ترکیہ کا دستور وضع کرنے کے لئے اس نے خود بخود دستور ساز اسمبلی کی حیثیت اختیار کر لی۔ مصطفیٰ کمال اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے اور یہ بھی طے پایا کہ وہ حکومت کے سربراہ ہوں گے۔ ارکان حکومت کا انتخاب اسمبلی کے ذمے رکھا گیا۔ قانون وضع کرنے کے اختیارات اور انتظامیہ کے اختیارات اسمبلی کو تفویض ہوئے جو اس طرح عارضی انقلابی مجلس بن گئی۔ سلطنت اور خلافت کے مسئلے کا تصفیہ اس وقت کے لئے ملتوی کیا گیا کہ ملک بیرونی طاقتوں کے قبضے سے آزاد ہو۔ مجلس ملی کبیر کے تمام ارکان نے قومی میثاق پر دستخط کئے اور یہ عہد کیا کہ قومی آزادی حاصل کر کے رہیں گے۔

مجلس کبیر نے بنیادی نظام کا عارضی آئین 10 جنوری 1921ء کو منظور کیا' جس کی اہم دفعات حسب ذیل ہیں:

(1) حاکمیت عوام کے لئے ہے۔
(2) عاملانہ اختیارات اور دستوری اختیارات مجلس ملی میں مرکوز ہیں جو قوم کی واحد نمائندہ مجلس ہے۔
(3) نئی دولت ترکیہ کی حکومت مجلس ملی کبیر کی حکومت کہلائے گی۔
(4) صدر کا انتخاب مجلس کرے گی اور صدر کو اختیار ہو گا کہ مجلس کی طرف سے دستخط کرے۔
(5) مجلس کی میعاد دو سال ہو گی' جو اشد ضرورت کے زمانے میں ایک سال کے لئے اور بڑھائی جا سکے گی۔
(6) قانون کا نفاذ' قوانین کی ترمیم و تنسیخ' جنگ کا اعلان اور معاہدات صلح کی توثیق صرف اسمبلی کا حق ہو گا۔

یہ سب کچھ ہوا' مگر دریں اثنا یونانی دشمن سمرنا پر قبضہ کرنے کے بعد اناطولیہ اور تھریس میں داخل ہو گئے تھے۔ ترکی قوم کی لاچاری کے ساتھ ان کے مظالم برداشت کر رہی تھی۔ عصمت انونو اور فوزی پاشا نے صورت حال کی نزاکت کا اندازہ کر کے باقاعدہ فوج کی تنظیم شروع کی۔ یہ عظیم اقدام تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ مصطفیٰ کمال پاشا نے فرانس' اٹلی اور روس سے گفت و شنید شروع کر دی اور اس طرح برطانیہ اکیلا رہ گیا۔ مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کو جو امتیازی مقام حاصل ہو گیا تھا وہ فرانس کو ناگوار تھا اور خصوصیت سے وزیر اعظم برطانیہ لائیڈ جارج کی اُن سیاسی پالیسیوں پر اس کو بڑا غصہ تھا جو یورپ میں انہوں نے جرمنی کے خلاف اختیار کی تھیں۔ اٹلی کو یہ پسند نہیں تھا کہ سمرنا میں یونان کا غلبہ ہو۔ روس اور مغربی یورپ کے درمیان اقتصادی اختلافات پیدا ہو گئے تھے اور اب اتحادی روس میں بالشویک انقلاب کے خلاف جنگ کی سازشوں میں شریک تھے۔ مصطفیٰ کمال نے اناطولیہ میں کچھ مراعات دے کر فرانس کو سائی لیشیا سے فوجیں ہٹانے پر رضامند کر لیا۔ ہر بگلی کی نوآبادیات میں ترکوں نے اٹلی کو اقتصادی مراعات دیں اور اس کے لئے بعض مفاد منظور کئے۔ اس کے عوض اٹلی نے عدلیہ اور جنوبی و مغربی اناطولیہ سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ روس اور ترکیہ کے درمیان ماسکو میں مارچ 1920ء میں معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کی رو سے روس نے قارص اور اردھان کے علاقے ترکوں کو واپس کئے اور ترکوں کی قومی فوج کے لئے اسلحہ اور سامانِ جنگ دینے کا وعدہ کیا۔ اس سے مصطفیٰ کمال کا وقار بہت بڑھ گیا اور عملاً اُن کی حکومت بین الاقوامی طور پر تسلیم ہو گئی۔

## خلافت کمیٹی کا قیام

ترکی کے اندرونی حالات کے اس پس منظر میں ہندوستان میں خلافت کمیٹی قائم ہوئی اور اس کا نظام پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔ کوئی گوشہ ایسا نہ رہا جہاں خلافت کمیٹی موجود نہ تھی۔ بڑے شہروں میں' چھوٹے شہروں میں' قصبات میں اور دیہات میں۔ بلاشبہ اپنی تنظیم کی وسعت اور ڈسپلن کے اعتبار سے اُس وقت خلافت کمیٹی ہندوستان میں بے نظیر تھی' اور اس معاملے میں بڑی سے بڑی سیاسی جماعت بھی اس کی ہمسر نہ تھی۔ نیشنل کانگریس بڑی عظیم اور قدیم رہی ہو' لیکن عوامی پذیرائی اور ہمہ گیری میں خلافت کمیٹی کے مقابلے میں اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ سچ یہ ہے کہ عوامی پیمانے پر تنظیم میں کانگریس کو سب سے بڑی مدد خلافت کمیٹی ہی سے ملی اور ہر قسم کی مدد۔ خلافت کی حفاظت کا کام کرنے کے لئے مسلمانوں میں سے آدمی فوج در فوج نکلے۔ کوئی گھر ایسا نہیں رہا' جس کا کوئی نہ کوئی آدمی خلافت کا رکن نہ ہو۔ جوان' بوڑھے' عورتیں اور بچے جذبات و خیالات میں سب خلافتی تھے۔ خلافت کے فنڈ میں ہر جیب سے روپیہ آتا تھا' سرکاری ملازم کی' زمیندار کی' خطاب یافتہ کی' تاجر کی' کاشتکار کی' مزدور کی' سرمایہ دار کی' ہر مسلمان کی جیب۔

بے شک مسلمانوں میں بعض ایسے بھی تھے جو تحریک خلافت کے مخالف تھے مگر اصول یا اعتقاد کی بنا پر نہیں بلکہ ذاتی مجبوریوں اور مفاد کی بنا پر۔ تحریک خلافت کی تائید و حمایت میں رائے عامہ اس قدر طاقتور اور پُرزور تھی کہ کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ جلسوں میں یا اخبارات میں اس کی مخالفت کرے۔ البتہ اس کی مثالیں بہت تھیں کہ حکومت کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں' مگر چھپ کر خلافت کمیٹی کو چندہ بھی بھیجتے ہیں اور اس سے معذرت بھی کرتے کہ مجبوریاں اور لاچاریاں ہیں' اُن کی وجہ سے کھل کر سامنے نہیں آ سکتے۔

خلافت کے رضاکار' خلافت کے کارکن' خلافت کے لیڈر دکھاوے کے نہیں تھے خود غرض نہیں تھے' ذاتی مفاد اور اغراض کے بندے نہیں تھے۔ اپنے جوش' کوشش' جدوجہد اور اعتقاد و عقائد کے اعتبار سے بالکل مجاہد تھے۔ اگر اُس وقت کوئی ان کو میدانِ جنگ میں لے جاتا تو وہ مسلمانوں کی قدیم مجاہدانہ روایات زندہ کر دیتے۔ یہ جوش و جذبہ اُن مسلمانوں میں کیسے پیدا ہو گیا' جن کو سرسید نے بڑی احتیاط کے ساتھ سیاست سے الگ رکھا تھا' جن کی تمام سرگرمیاں محض تعلیم تک محدود کر دی تھیں اور یہ کہا تھا: "یاد رکھو' گورنمنٹ تم پر نہایت سخت نظر رکھے گی' کیونکہ تم بڑے مفسد' بڑے بہادر' بڑے سپاہی اور بڑے لڑنے والے ہو"۔

اسی فقرے سے ظاہر ہے کہ یہ محض عارضی پرہیز تھا جو سرسید نے اپنی قوم کے لئے اس غرض سے تجویز کیا تھا کہ اس کے وہ زخم مندمل ہو جائیں جو 1857ء کے ہنگامے میں لگے تھے' ورنہ مسلمانانِ ہند کی فطرت بدلنا نہ سرسید کے پیش نظر تھا اور نہ یہ اُن کے بس کی بات تھی۔ (جاری ہے)

# پانی سر سے گزر چکا ہے

## پکارو!..... آگے بڑھو!!..... مدد لو.....!!!

ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ

سونامی (TSUNAMI) جاپانی زبان کا لفظ ہے۔ "TSU" کا مطلب بندرگاہ اور "NAMI" کا مطلب سمندر ہے۔ اس اعتبار سے سونامی ایک ایسے پانی کو کہتے ہیں جو سمندر اور بندرگاہ کی تمیز مٹا دیتا ہے۔ یہ غیر معمولی سمندری لہر اگر پوری قوت سے ساحل تک پہنچ جائے تو سینکڑوں میل تک خشکی پر موجود ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ سونامی لہر 100 سے 1000 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار تک سفر کر سکتی ہے۔

26 دسمبر 2004ء کو انڈونیشیا کے جزیرہ نما ساٹرا کے قریب سونامی کا آغاز اس وقت ہوا جب سمندر کے اندر تقریباً دس کلومیٹر کی گہرائی میں انتہائی طاقتور زلزلہ آیا۔ اس زلزلے کی شدت ریکٹر سکیل پر نو بتائی جاتی ہے۔ زلزلے کی شدت سے سمندر کی تہہ میں ایک ہزار میل طویل شگاف پڑ گیا۔ ایک اندازے کے مطابق اس زلزلے سے زمین کا "قطر" بھی متاثر ہوا ہے۔ 1964ء کے بعد آنے والے زلزلوں میں یہ طاقتور ترین زلزلہ قرار دیا گیا ہے۔

اس زلزلے سے ساٹرا کے قریبی سمندر کی وہ تہہ جہاں آسٹریلین اور یوریشین پلیٹیں ملتی ہیں' یک لخت ٹوٹ گئی جس سے آسٹریلین پلیٹ زمین میں دھنس گئی اور یوریشین پلیٹ اوپر اٹھ گئی۔ اس عمل کے نتیجے میں تباہ کن لہروں کا رخ ایشیائی ممالک کی طرف ہو گیا۔

سونامی لہر 15 منٹ بعد ساٹرا کے ساحل پر پہنچ گئی' پھر ڈیڑھ گھنٹے بعد تھائی لینڈ' ساڑھے تین گھنٹے بعد مالدیپ اور اس کے بعد بھارت سے ہوتی ہوئی سات گھنٹے میں چار ہزار پانچ سو کلومیٹر کا سفر طے کر کے صومالیہ پہنچ گئی۔ ایک اندازے کے مطابق سونامی لہر نے اوسطاً آٹھ سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کیا۔ اس لہر کی اونچائی مختلف جگہوں پر چار فٹ سے 50 فٹ تک تھی۔ اس کے راستے میں آنے والے ماہی گیروں' کشتیوں اور بحری جہازوں کو پہنچنے والے نقصانات کا تو ابھی اندازہ نہیں لگایا جا سکا لیکن جن اموات کا تخمینہ لگایا گیا ہے' وہ ان ساحلی بستیوں اور شہروں کی ہیں جہاں زندگی معمول کے مطابق جاری تھی۔

اس زلزلے سے سمندر میں جو لہریں اٹھیں وہ چھ ہزار کلومیٹر تک چاروں طرف مار کر گئیں۔ سونامی لہر کی راہ میں آنے والے اکثر شہر' بستیاں اور آبادیاں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ دس ممالک اور درجنوں جزائر بری طرح متاثر ہوئے۔ ایک اندازے کے مطابق اگر یہ زلزلہ خشکی کے کسی آباد حصہ میں آتا تو کم از کم دس لاکھ افراد مارے جاتے۔

سونامی سے شدید متاثر ہونے والے ممالک میں انڈونیشیا' سری لنکا' بھارت' تھائی لینڈ' مالدیپ' میانمر (برما) اور ایک حد تک بنگلہ دیش شامل ہیں۔ ان ممالک کی کوسٹ لائن بیس ہزار کلومیٹر سے زیادہ تباہ ہو چکی ہے۔ یہاں کی کوسٹل ہائی وے اور ساحلی پٹی کو اب از سر نو تعمیر کرنا ہوگا۔

زلزلے کیسے آتے ہیں' اس پر بہت کام ہو چکا ہے اور ترقی یافتہ ملکوں نے سونامی سے پیشگی آگاہ کرنے کے لئے نظام قائم کیا ہوا ہے۔ مزید کوششیں جاری ہیں اور علم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن یہ کام کون کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے' اگر یہ پتہ چل جائے تو مسئلہ کا حل آسان ہو جاتا ہے۔ ذرا اپنے اردگرد دیکھیں تو ایک کتاب کا مصنف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ:

"نہایت بزرگ و برتر ہے' اس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' اس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔ اور وہ عزیز بھی ہے اور غفور بھی۔" (سورۃ الملک: 1'2)

"وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو تابع کر رکھا ہے۔ چلو اس کے سینے پر اور کھاؤ اللہ کا رزق اور تمہیں اسی کے حضور دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔ کیا تم اس سے بےخوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے' تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یکایک یہ زمین ہچکولے کھانے لگے؟ کیا تم اس سے بےخوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے' تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری تنبیہہ کیسی ہوتی ہے۔" (سورۃ الملک: 15 تا 17)

اسی کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ کیوں کیا جاتا ہے!

"بر اور بحر میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تا کہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض کاموں کا' شاید کہ وہ باز آ جائیں۔" (سورۃ الروم: 41)

یعنی اللہ تعالیٰ آخرت کی سزا سے پہلے دنیا میں انسانوں کو ان کے بعض اعمال کا برا نتیجہ اس لئے دکھاتا ہے کہ وہ حقیقت کو سمجھیں اور اپنے افکار کی غلطی کو محسوس کر کے اس صحیح عقیدہ کی طرف رجوع کریں جو انبیاء علیہم السلام ہمیشہ سے انسان کے سامنے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی کتاب میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ:

"ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا' پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی (قوم عاد)' اور کسی کو ایک زبردست دھماکہ نے آ لیا (قوم ثمود)' اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (قارون)' اور کسی کو غرق کر دیا (فرعون اور ہامان)۔" (سورۃ العنکبوت: 40)

پھر اس پر مزید یہ دعویٰ کہ:

"تمہارا رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ وہ تمہارے حال پر نہایت مہربان ہے۔ جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے وہ سب جن کو تم پکارا کرتے ہو گم ہو جاتے ہیں۔ مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو۔ انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔" (سورۃ بنی اسرائیل: 66'67)

پھر غور کرنے کے لئے مزید فرمایا گیا:

"ذرا غور کرو اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آ جاتی ہے یا آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ جواب دو اگر تم سچے ہو۔ اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم سے ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔" (سورۃ الانعام: 40'41)

بحری تباہی کا حال آپ نے خوب دیکھ لیا ہے او اس وقت کے بری فسادات بھی آپ کی نظر میں ہیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی میں ایٹمی بمباری سے لاکھوں شہری تباہ ہوئے۔ ویت نام کی جنگ میں تین لاکھ سے زیادہ بے گناہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ افغانستان اور عراق میں لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنایا جا رہا ہے۔ بحری اور سماوی آفات بھی آپ کو جگانا چاہتی ہیں اور "پکار" کے لئے ایک ہی ذات ہے۔

"کون ہے جو بے قرار کی پکار سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے' اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی یہ کام کرنے والا ہے؟ تم لوگ کم ہی تدبر اور غور کرتے ہو۔" (سورۃ النمل: 62)

"یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضیلت بخشی۔" (سورۃ بنی اسرائیل:70)

ذرا اس کتاب کے مصنف کے دعووں پر تدبر کریں۔ آپ کو بنانے والا وہی ہے۔ آپ کو پھر اس کے ہاں حاضر ہونا ہے۔ یہ زندگی محض عارضی ہے' ایک امتحان کا وقفہ ہے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ ہمیں ہوشیار کرنے کے لئے کہا گیا:

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے؟" (المؤمنون:115)

آیئے ذرا تحقیقات کریں کہ یہ دعوے درست ہیں؟ کچھ دعوے تو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے پر بھی روز روشن کی طرح ہم پر عیاں ہیں۔ اس کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں آئی' کوئی اس کتاب کے ایک جملے جیسا جملہ بھی نہیں بنا سکا۔ اس کی بہت ساری پیش گوئیاں بھی پوری ہو چکی ہیں۔ تو کیا ہمیں اس پر غور نہیں کرنا چاہئے؟

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر ہلاک کر دے مجھے اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا رحم کرے' پھر وہ کون ہے جو بچائے منکروں کو عذاب دردناک سے۔"

(سورۃ الملک:28)

آیئے! سو(100) نامی (نام) پکارنے کی بجائے اصل مالک کے سامنے ہاتھ اٹھائیں۔ وہی ذات ہے:

"اور جب آپ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو' تو میں قریب ہوں اور قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار جب وہ مجھے ہی پکارے۔ (لیکن ساتھ ہی چاہئے کہ) وہ حکم مانیں میرا اور یقین مانیں مجھ پر تاکہ صحیح راہ پر چل سکیں۔" (سورۃ البقرہ:186)

## بقیہ: تجزیہ

جائے اور برا پہلو کاٹ کر پھینک دیا جائے لیکن بدقسمتی سے ہم نے اس کے برعکس رویہ اختیار کیا ہوا ہے اور اغیار کے برے اطوار کو تو اپنا لیتے ہیں لیکن اچھی چیزوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ (Catch Word) ہے ہمیں اس رویہ کو پورے طور پر اپنانا ہو گا۔

❀❀❀ ضرورت رشتہ ❀❀❀

لاہور میں مقیم اعوان فیملی کی MSc (جیالوجی) عمر 24 سال' باپردہ' ترجمہ تفسیر سے واقف بیٹی کے لئے دینی مزاج کا حامل موزوں رشتہ درکار ہے۔
موبائل: 0300-4465939

## گوشۂ خواتین

# حلقہ خواتین' تنظیم اسلامی کراچی کی تحریکی و تعلیمی سرگرمیاں...... ایک جائزہ

**ناہید بنت الیقین**

الحمد للہ تنظیم اسلامی کراچی کے تحت ہونے والے اقامت دین کے پروگرامز میں خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ اپنے محدود دائرے میں رہتے ہوئے فرائض کو انجام دے رہی ہیں اور قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اپنا تن من دھن لگائے ہوئے ہیں۔

کراچی میں ایک سالہ کورسز بے حد کامیاب رہے ہیں ایک استاد کی زیر نگرانی قرآن کی تعلیم حاصل کرنے سے اور خاص طور پر منتخب نصاب کی تعلیم سے نئی اور پرانی رفیقات میں سمع و طاعت کا صحیح تصور اجاگر ہوا ہے۔ کورس کے اختتام پر تقریباً تمام طالبات کے جذبات و تاثرات کم و بیش ایک جیسے رہے۔ اکثریت نے پہلے والی غفلت شدہ زندگی سے توبہ کی اور صحیح دینی فرائض کو سمجھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا عزم مصمم کیا۔ منتخب نصاب کے ذریعے ان کے سامنے قرآن کی دعوت کا مکمل نقشہ سامنے آیا۔ ایک سالہ کورس کے علاوہ تقریباً خاصی بڑی تعداد رفیقات کی ایسی ہے جو اپنے گھر یا قریب ترین جگہ پر ہفتہ میں ایک یا دو بار کچھ نہ کچھ قرآن کی خدمت کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ الحمد للہ یوں چھوٹے چھوٹے دروس بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور لوگوں میں دینی شعور پیدا ہو رہا ہے۔ منسلکہ رپورٹ 2004ء میں اس کارکردگی کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

☆ لانڈھی: ناظمہ ثمرین عامر صاحبہ
☆ ڈیفنس: ناظمہ ثروت اعوان صاحبہ
☆ گلشن اقبال: ناظمہ رضوانہ عاصم صاحبہ
☆ سوسائٹی: ناظمہ ناہید بنت الیقین صاحبہ
☆ ملیر: ناظمہ کوثر اعجاز صاحبہ
☆ ناظم آباد: ناظمہ روحی انوار علی صاحبہ

درج بالا تمام مقامات پر ہفتہ وار ترجمہ و تجوید کی کلاسز' دروس منتخب نصاب' دورۂ ترجمہ قرآن رمضان المبارک کے دوران اور ایک سالہ کورس قرآن فہمی کروائے گئے اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی یاسین آباد اور گلستان جوہر میں بھی یہ کورسز کروائے گئے۔

**ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا مختصر تعارف**

یہ کورس الحمد للہ محترمہ بنت اعوان صاحبہ کی زیر نگرانی منعقد ہوا جس میں دیگر رفیقات کا بھی بھرپور تعاون حاصل رہا۔ تمام اساتذہ نے تدریس کے فرائض انتہائی محنت' لگن اور خلوص سے انجام دیئے۔ کورس میں 25 خواتین نے شرکت کی اور 18 نے تکمیل کی۔ اس میں قرآن کا ترجمہ و تفسیر' عربی گرامر' تجوید و ناظرہ قرآن' سیرت النبیؐ' نماز' زکوٰۃ' طہارت' حج کے مسائل' سنت کی اہمیت کے علاوہ دینی و تحریکی لٹریچر بھی پڑھایا گیا جس میں درج ذیل کتب شامل تھیں۔ (1) قرآن مجید کے حقوق (2) نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (3) دینی فرائض کا جامع تصور (4) نماز کا فلسفۂ عبادت (5) نیکی کا تصور (6) جہاد فی سبیل اللہ (7) دین و مذہب کا فرق (8) اسلام کی نشاۃ ثانیہ (9) انسان کا اعلیٰ ترین نصب العین (10) اسلام میں عورت کا مقام (11) سابقہ و موجودہ امت مسلمہ کی تاریخ۔ اس کے علاوہ ٹائم مینجمنٹ پر بھی ورکشاپ کروائی گئی تاکہ خواتین وقت کا بہترین استعمال کر سکیں۔

کورس سے فارغ ہونے والی طالبات کے لئے دو ماہ کا تربیتی کورس منعقد کیا گیا جس میں ایک ماہ تک محترمہ بنت اعوان صاحبہ نے دروس و تدریس سے متعلق تربیت کرائی دوسرے ماہ تجوید و ناظرہ کی خصوصی پریکٹس کروائی گئی جس کا یومیہ دورانیہ 3 گھنٹے تھا۔ دوران کورس طالبات میں منتخب نصاب سے گہرا شغف پیدا ہونے کی وجہ سے ماہ جنوری 2005ء میں منتخب نصاب کے ایڈوانس کورس کا آغاز کیا گیا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اقامت دین کی جدوجہد کو قبول فرمائے اور ہمارے ایمان و عمل میں اضافہ فرمائے' آمین!

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

# رب کو رب مان لے انسان!

محمد حسین

خداوند عالم نے جو ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے اپنی بے پایاں مملکت کے اس حصے میں جسے زمین کہتے ہیں انسان کو پیدا کیا۔ اسے جاننے' سوچنے اور سمجھنے کی قوتیں دیں' بھلائی اور برائی کی تمیز دی' انتخاب اور آزادی عطا کئے' تصرف کے اختیارات بخشے اور فی الجملہ ایک طرف کی خود اختیاری دے کر اسے زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔

اس منصب پر انسان کو مقرر کرتے وقت خداوند عالم نے اچھی طرح اس کے کان کھول کر یہ بات اس کو ذہن نشین کر دی تھی کہ تمہارا اور تمام جہان کا مالک' معبود اور حاکم میں ہوں۔ میری اس سلطنت میں نہ تم خود مختار ہو' نہ کسی دوسرے کے بندے ہو اور نہ میرے سوا کوئی تمہاری اطاعت و بندگی اور پرستش کا مستحق ہے۔ دنیا کی یہ زندگی جس میں تمہیں اختیارات دے کر بھیجا جا رہا ہے۔ دراصل تمہارے لئے ایک امتحان کی مدت ہے جس کے بعد تمہیں میرے پاس واپس آنا ہو گا۔ میں تمہارے کام کو جانچ کر کے فیصلہ کروں گا کہ تم میں سے کون امتحان میں کامیاب رہا اور کون ناکام۔ تمہارے لئے صحیح رویہ یہ ہے کہ مجھے اپنا واحد معبود اور حاکم تسلیم کرو۔ جو ہدایت میں بھیجوں اس کے مطابق دنیا میں کام کرو اور دنیا کو دارالامتحان سمجھتے ہوئے اس شعور کے ساتھ زندگی بسر کرو کہ تمہارا اصل مقصد میرے امتحان میں کامیاب ہونا ہے۔ اس کے برعکس تمہارے لئے ہر وہ رویہ غلط ہے جو اس سے مختلف ہے۔ اگر پہلا رویہ اختیار کرو گے جسے اختیار کرنے کے لئے تم آزاد ہو تو تمہیں دنیا میں امن و اطمینان حاصل ہو گا اور جب میرے پاس لوٹ آؤ گے تو میں تمہیں دنیا میں کمائی کا بدلہ ابدی راحت و مسرت کا وہ گھر دوں گا جس کا نام جنت ہے۔ اور اگر کسی دوسرے رویہ پر چلو گے جس پر چلنے کے لئے بھی تم کو آزادی دی ہے تو دنیا میں تم کو فساد اور بے چینی کا مزہ چکھنا ہو گا اور دنیا سے گزر کر عالم آخرت میں جب آؤ گے تو ابدی رنج و مصیبت کے اس گڑھے میں پھینک دیئے جاؤ گے جس کا نام دوزخ ہے۔

یہ فہمائش کر کے مالکِ کائنات نے نوعِ انسانی کو زمین میں جگہ دی اور اس نوع کے اولین افراد آدم و حوا کو وہ ہدایت بھی دے دی جس کے مطابق انہیں اور ان کی اولاد کو زمین میں کام کرنا تھا۔ یہ اولین انسان جہالت اور تاریکی کی حالت میں پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ خدا نے زمین پر ان کی زندگی کا آغاز پوری روشنی میں کیا تھا۔ وہ حقیقت سے واقف تھے انہیں ان کا قانون حیات بتا دیا گیا تھا۔ ان کا طریق زندگی خدا کی اطاعت یعنی اسلام تھا اور وہ اپنی اولاد کو یہی بات سکھا کر گئے کہ وہ مطیع بن کر رہیں' لیکن بعد کے زمانوں میں رفتہ رفتہ انسان اپنی صحیح طریق زندگی یعنی دین حنیف سے منحرف ہو کر مختلف قسم کے غلط رویوں کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے غفلت سے اس کو گم کیا اور شرارت سے اس کو مسخ بھی کر ڈالا۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ زمین و آسمان کی مختلف انسانی اور غیر انسانی' خیالی اور مادی ہستیوں کو خدائی میں شریک ٹھہرا لیا۔ انہوں نے خدا کے دیئے ہوئے علم حقیقت العلم میں طرح طرح کے اوہام' نظریوں اور فلسفوں کی آمیزش کر کے بے شمار مذاہب پیدا کر لئے۔

انہوں نے خدا کے مقرر کئے ہوئے عادلانہ نظام اصول اخلاق و تمدن و شریعت کو چھوڑ کر یا بگاڑ کر اپنی خواہشاتِ نفس اور اپنے تعصبات کے مطابق ایسے قوانینِ زندگی گھڑ لئے جن سے خدا کی زمین ظلم سے بھر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے جو محدود خود اختیاری انسان کو دی تھی اس کے ساتھ یہ بات مطابقت نہیں رکھتی تھی کہ وہ اپنی تخلیقی مداخلت سے کام لے کر ان بگڑے ہوئے انسانوں کو زبردستی صحیح رویہ کی طرف موڑ دیتا اور اس نے دنیا میں کام کرنے کے لئے جو مہلت اس نوع کے لئے اور اس کی مختلف قوموں کے لئے مقرر کی تھی اس کے ساتھ یہ بات بھی مطابقت نہیں رکھتی تھی کہ اس بغاوت کے رونما ہوتے ہی وہ انسانوں کو ہلاک کر دیتا۔ پھر جو کام ابتدائے آفرینش سے اس نے اپنے ذمہ لیا تھا وہ یہ تھا کہ انسان کی خود اختیاری کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی مہلت عمل کے دوران میں اس کی رہنمائی کا انتظام وہ کرتا رہے گا۔ چنانچہ اپنی اس عائد کردہ ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے اس نے انسانوں ہی میں سے ایسے آدمیوں کو استعمال کرنا شروع کیا جو اس پر ایمان رکھنے والے اور اس کی رضا کی پیروی کرنے والے تھے۔ اس نے ان کو اپنا نمائندہ بنایا' اپنے پیغامات ان کے پاس بھیجے' ان کو علم حقیقت بخشا' انہیں صحیح قانون حیات عطا کی اور انہیں اس کام پر مامور کیا کہ بنی نوع انسان کو اُس راہِ راست کی طرف پلٹنے کی دعوت دیں' جس سے وہ ہٹ گئے تھے۔

یہ پیغمبر مختلف قوموں اور ملکوں میں اٹھتے رہے' ہزار ہا برس تک ان کی آمد کا سلسلہ چلتا رہا' ہزار ہا کی تعداد میں وہ مبعوث ہوئے' ان سب کا ایک ہی دین تھا' یعنی وہ صحیح رویہ جو اول روز ہی سے انسان کو بتا دیا گیا تھا۔ وہ سب ایک ہی ہدایت کے پیرو تھے یعنی اخلاق و تمدن کے وہ ازلی و ابدی اصول جو آغاز ہی میں انسان کے لئے تجویز کر دیئے گئے تھے اور ان سب کا ایک ہی مشن تھا یعنی یہ کہ اس دین اور اس ہدایت کی طرف اپنے ابنائے نوع کو دعوت دیں' پھر جو لوگ اس دعوت کو قبول کریں ان کو منظم کر کے ایک ایسی اُمت بنائیں جو خود اللہ کے قانون کی پابند ہو اور دنیا میں قانون الٰہی کی اطاعت قائم کرنے اور اس قانون کی خلاف ورزی روکنے کے لئے جدوجہد کرے۔ ان پیغمبروں نے اپنے اپنے دور میں اپنے اس مشن کو پوری خوبی کے ساتھ ادا کیا مگر ہمیشہ یہی ہوتا رہا کہ انسانوں کی ایک کثیر تعداد تو ان کی دعوت قبول کرنے پر آمادہ ہی نہ ہوئی اور جنہوں نے اسے قبول کر کے امت مسلمہ کی حیثیت اختیار کی وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بگڑتے چلے گئے' حتیٰ کہ ان میں سے بعض اُمتیں ہدایت الٰہی کو بالکل ہی گم کر بیٹھیں اور بعض نے خدا کے ارشادات کو اپنی تحریفات اور آمیزشوں سے مسخ کر دیا۔

پھر انسان کے تعلقات و روابط کا دائرہ بہت وسیع ہوتا چلا گیا' جو خالق کائنات سے لے کر کائنات کی ادنیٰ مخلوقات تک پھیل گیا۔ اس کا ایک تعلق خدا سے ہے جس نے اسے زندگی عطا فرمائی' اس کی بہترین ساخت پر تخلیق عطا فرمائی۔ اسے زمین میں خلافت بخشی' زندہ رہنے اور پھلنے پھولنے کے اسباب فراہم کئے۔ زمین اور آسمان کی چیزیں اس کے لئے مسخر کیں اور جس کی بخشی ہوئی قوتوں سے وہ موجودات کی ایک وسیع دنیا پر حکمرانی کرتا ہے اور کائنات کی بے شمار چیزوں کو اپنے دستِ تصرف میں لانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس کا ایک تعلق بندوں سے ہے جس کی گونا گوں صورتیں ہیں' سب انسان ایک جیسے نہیں اور نہ ہی سب کی صلاحیت و استعداد' قوت و اختیار' عقل و شعور اور فہم و دانش کی سطح ایک ہوتی ہے۔ کوئی حاکم ہے تو کوئی محکوم' کوئی مالک ہے تو کوئی مزدور' کوئی غنی ہے تو کوئی محتاج' کسی کے پاس دولت کے انبار ہیں اور کوئی دو کوڑی کو بھی ترستا ہے۔ پھر وہ کسی کا باپ ہے کسی کا بیٹا ہے' کسی کا دوست ہے تو کسی کا

دشمن' کسی کا استاد ہے کسی کا شاگرد' کسی کا بھائی ہے' کسی کا ہمسایہ' کسی سے چھوٹا ہے کسی سے بڑا غرضیکہ تعلقات کا ایک وسیع سلسلہ ہے اور یہ سلسلہ خدایا عالمِ انسانی تک محدود نہیں بلکہ حیوانی' نباتاتی اور جماداتی دنیاؤں پر بھی محیط ہے۔

روابط کی یہ کثرت اور رنگارنگی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر ربط و تعلق اپنے ساتھ کچھ ذمہ داریاں لائے' کیونکہ ان کے بغیر کسی منظم اور صالح معاشرے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی انسان نے ان روابط کو سمجھنے میں کوتاہی کی یا ان کے عائد کردہ فرائض کے ادا کرنے سے پہلوتہی کی تو نتیجہ خرابی اور فساد کی صورت میں رونما ہوا۔ پھر انسان کی انسانیت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اچھا انسان ہو اور اچھا انسان وہی ہو سکتا ہے جو ہر حالت میں اور ہر حیثیت میں اچھا ہو۔ طاقتور ہو یا کمزور' غنی ہو یا محتاج' حاکم ہو یا محکوم' اجنبی ہو یا آشنا' غرضیکہ جس مرتبہ اور جس مقام پر بھی ہو خدا اور خلق کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں کسی مصلحت کو آڑے نہ آنے دے۔

یہ ذمہ داریاں اس قدر اہم ہیں کہ اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا اور اسے عقل و شعور کی بلندترین سطح عطا فرمائی' معاملہ ان کی رائے پر نہیں چھوڑا بلکہ اسے خود ایک مکمل دستور العمل مہیا کیا۔ وہی دستور العمل جسے قرآن دینِ حق سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کو ہم دینِ حقوق بھی کہہ سکتے ہیں' کیونکہ حقوق کی جو اہمیت اس دین میں ہے وہ کسی اور دین میں نہیں ہے اور جس راستی اور عدل کے ساتھ ان حقوق کا تعین اور پھر ان کے تحفظ کا انتظام کیا گیا ہے' دنیا کا کوئی اور دین اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اس دین کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے ادیان پر غالب کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس مقصد جلیل کی تکمیل کے لئے نسلِ انسانی کے عظیم رہنما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث و معمور فرمایا اور اس معراج عدل و راستی کی رفعتِ شان کی کیفیت یہ ہے کہ اس کی تعلیمات سے وجود میں آنے والے معاشرے کی کوئی نظیر تاریخ انسانی آج تک پیش نہیں کر سکی۔

آج جبکہ دنیا ظلم اور فساد سے بھری ہوئی ہے' مغرب کی مادی تہذیب نے روحانی اقدار کو زیروزبر کر ڈالا ہے۔ انسان کی بحیثیت انسان کوئی اہمیت باقی نہیں رہی۔ ہمسایہ ہمسائے سے ناآشنا ہے۔ رشتہ دار رشتوں کو بھلا بیٹھے ہیں' باپ بیٹے کا بس رسمی تعلق باقی رہ گیا ہے۔ طاقت کا نام حق رکھ دیا گیا ہے اور حقوق جن پر انسانی عزت و احترام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے' ماضی کے ملبے میں دب کر رہ گئی ہے۔ ان حالات میں یہ ان لوگوں کا فرض ہے جو خدا کی دنیا کو راستی اور عدل سے معمور دیکھنے کے آرزومند ہیں کہ حقوق و فرائض کے اسلامی نقشہ کو اپنے فکر و عمل کا محور بنائیں۔ ان کے علم کو عام کریں' ان کی ادائیگی میں کسی طرح کے لالچ یا خوف کو سرِ راہ نہ بننے دیں اور اپنے عمل سے ایک ایسی دنیا تعمیر کریں جسے دیکھ کر ہر شخص کہہ اٹھے کہ اسلام کا نظامِ عدل و راستی ہی دنیا سے ظلم و فساد کا خاتمہ کر کے انسان کو امن کی دولت سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

رب کریم نے اپنے فضل و کرم سے انسانوں کو کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس کی تعمیل ان کی طاقت سے باہر ہو۔ پھر وہ ادائے شکر میں عفو و درگزر سے بھی کام لیتا ہے۔ اس نے انسانوں کی سکت کے مطابق ہی ان پر شکر واجب کیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص مقدور بھر شکر ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ سخت ظالم اور انتہائی ناشکرا ہے کیونکہ وہ اتنے بڑے منعم کا معمولی یعنی اپنی بساط کے مطابق شکر ادا کرنے سے بھی قاصر رہا جس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔

بندوں سے جس شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ امرِ واقعہ کے مطابق وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اور اس کی صفات کمال کی اتنی معرفت حاصل کریں جو انسان کے بس میں ہے۔ ان اعتقادات کو اختیار کریں جو اس کو پسند ہیں اور ان اخلاق اور اعمال سے آراستہ ہوں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ان میں جو چیز اس نے اپنے بندوں پر واجب قرار دی ہے انہیں بہ تمام و کمال ادا کریں اور ان تمام چیزوں سے پرہیز کریں جو اس کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں اور جن سے اس نے منع فرمایا ہے۔ اس کی خوشنودی کو اپنے نفس کی خوشنودی پر مقدم رکھیں' تاکہ اس دن شرمسار نہ ہوں جس دن ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کس چیز کو مقدم رکھا تھا اور کس چیز کو مؤخر کیا تھا۔ خواہش نفس کو رضائے الٰہی پر یا رضائے الٰہی کو خواہش نفس پر۔ ہر شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اس پر فرض ہے کہ دین اسلام قائم کرنے کے لئے اپنا تن من دھن لگا دے' کھپا دے اگر ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر تو بھی یہ سب خالی باتیں ہیں اس سے کچھ نہیں بنے گا۔

## پریس ریلیز

28 جنوری 2004ء

آج انسان کا اجتماعی نظام اللہ سے سرکشی اور بغاوت پر مبنی ہے۔ سیاسی سطح پر سیکولرازم، معیشت میں سود اور سماجی سطح پر بے حیا مادر پدر آزاد معاشرت کے ذریعے پوری انسانیت نے اللہ اور رسولؐ کے خلاف سرکشی کا علم بلند کر رکھا ہے جبکہ اللہ ہمیں ہر معاملے میں عدل، احسان اور ایتائے ذی القربیٰ کی روش اختیار کرنے اور ہر قسم کی فحاشی، منکرات اور سرکشی و بغاوت سے رکنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ باتیں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران سورۃ النحل کی آیت نمبر 90 کی تشریح بیان کرتے ہوئے کہیں۔ انہوں نے کہا کہ شیطان انسان کو فحاشی کی راہ پر لگاتا ہے۔ اس اعتبار سے آج کی مغربی تہذیب دراصل شیطانی تہذیب ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ ہمارے حکمران غیروں کو راضی کرنے کے لئے اس شیطانی نظام کے سارے دروازے اپنے ملک میں کھول رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور یہود و نصاریٰ جنہیں ہم راضی کرنے کے لئے اللہ کی نافرمانی کی روش اختیار کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ کبھی بھی ہمارے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ امریکہ جو پہلے ہی عراق و افغانستان میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے، اب ایران پر حملے کی تیاریاں کر رہا ہے، چنانچہ آج ہماری حالت ان بھیڑوں کی سی ہے جو قصائی کے رحم و کرم پر ہوں اور اپنے ذبح ہونے کے لئے اپنی باری کی منتظر ہوں۔ لہٰذا ہمیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے کہ ہم ان اسلام دشمنوں کی سازشوں سے بچ جائیں گے۔ دراصل یہود و نصاریٰ نہیں چاہتے کہ کسی بھی مسلمان ملک کو نیوکلیئر ٹیکنالوجی حاصل ہو، لہٰذا جلد یا بدیر پاکستان کی باری بھی آ کر رہے گی۔ ان حالات میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم قیام پاکستان کے وقت اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر کے اس کی مدد کے خواستگار ہوتے، لیکن افسوس ہم جشن بہاراں کے نام پر فحاشی و بے حیائی کو فروغ دے رہے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ایک طرف تو ہم 5 رفروری کو کشمیریوں کے ساتھ یوم یکجہتی منا رہے ہیں اور دوسری طرف 6 رفروری کو ہندوؤں کا تہوار بسنت منا کر کیا ہم بھی سونامی جیسے اللہ کے کسی غضب کے منتظر ہیں۔ علاوہ ازیں اس تہوار میں سینکڑوں لوگ ڈور سے گلا کٹنے یا چھتوں سے گرنے کے باعث ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پتنگوں اور ڈور کی فروخت پر پابندی عائد کرے اور ملک میں قائداعظم اور علامہ اقبال کے تصورات کے مطابق اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کی طرف توجہ دے، ورنہ اللہ کو ناراض کرنے کی پاداش میں دانا اور بلوچستان کی آگ میں جل کر ہم کہیں اپنا وجود ہی نہ کھو بیٹھیں۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی)

## تین روزہ دعوتی پروگرام حلقہ سرحد شمالی

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے مرکز ڈیر میں ہر مہینے کے پہلے ہفتے اور اتوار کی درمیانی رات کو شب بسری کا پروگرام باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے جس میں حلقے کے رفقاء شرکت کرتے ہیں۔ اس شب بسری پروگرام سے سہ روزہ کے لئے پانچ چھ رفقاء پر مشتمل جماعت کی تشکیل ہوتی ہے جو تنظیم کی دعوت مختلف علاقوں میں پہنچاتے ہیں۔ اس دفعہ دعوت کے لئے تھانہ ملاکنڈ ایجنسی کا انتخاب کیا گیا۔ سخت بارش کے باوجود تین رفقاء پر مشتمل یہ قافلہ تھانہ کے حرا مسجد پہنچا۔ مقامی رفیق شیر محمد صاحب سے ملاقات کی۔ جو پہلے سے ہمارے منتظر تھے۔ عصر سے پہلے ممتاز بخت مقامی امیر تنظیم اسلامی بی بیوڑ بھی تھانہ پہنچے۔ اسرہ بٹ خیلہ سے محمد امین سواتی اور تاج الدین' تیمر گرہ سے شاکر اللہ' بی بیوڑ سے ممتاز بخت اور تھانہ سے شیر محمد صاحب —— تھانہ کی مختلف مساجد میں فرائض دینی کا جامع تصور' مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق' عظمت قرآن اور منہج انقلاب نبویؐ پر ممتاز بخت اور قاری محمد امین سواتی نے سیر حاصل گفتگو کی۔ درس قرآن اور درس حدیث بھی دیا۔ لوگوں نے پروگرام بہت دلچسپی سے سنے۔ مولانا نور محمد صاحب اور مولانا شمس اللہ صاحب سے خصوصی ملاقات بھی ہوئی۔ جو تھانہ کی ایک مسجد میں مدرسہ چلا رہے ہیں اور جماعت اسلامی کے رکن اور معاون ہیں۔ زاہد پبلک سکول کے اساتذہ سے وقت لے کران سے خصوصی ملاقات کی۔ اس کا اہتمام شیر محمد صاحب نے کیا جو پہلے اس اسکول کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ ان اساتذہ کے سامنے بھی فرائض دینی کا جامع تصور رکھا گیا۔ اس تین روزہ پروگرام میں مجموعی طور پر تقریباً دو سو سے زیادہ افراد تک تنظیم کا پیغام پہنچایا گیا۔ میزبانی کا حق شیر محمد صاحب نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر چلنے کی ہمت اور توفیق دے۔ آمین!

(رپورٹ: شاکر اللہ)

## تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا ایک روزہ پروگرام

حلقہ لاہور کا ماہانہ ایک روزہ پروگرام 9 جنوری 2005ء بروز اتوار جامع مسجد بنت کعبہ کمن آباد میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے انچارج امیر حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ صاحب تھے۔ سب سے پہلے تجمل حسن میر صاحب نے سورۃ حدید کی آیات نمبر 7 تا 15 تلاوت کیں اور اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد سیرت النبیؐ پر مذاکرہ ہوا۔ اس پروگرام کو امیر حلقہ نے conduct کیا۔ سیرت النبیؐ پر ہونے والا یہ مذاکرہ بڑا معلومات افزا تھا۔ رفقاء نے اس میں بڑی دلچسپی لی۔ اس کے بعد مرکزی شخصیت کے تعارف کا پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں ایک مرکزی شخصیت اپنا تعارف کراتی ہے کہ وہ کس طرح اور کن حالات میں تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے۔ اور آج کل کیا کر رہے ہیں؟ اس مرتبہ ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب نے اپنا تعارف کرایا اور ان کا یہ تعارف خاصا ولولہ انگیز تھا۔ اس پروگرام کے بعد دس منٹ کا وقفہ ہوا اور بعد ازاں سیرت النبیؐ پر مذاکرے کا دوسرا حصہ مکمل کیا گیا۔ اگلے پروگرام میں اقبال حسین صاحب نے منتخب نصاب نمبر 2 کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ انہوں نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 112 کے حوالے سے مومنین کے اوصاف میں سے پہلا وصف التائبون کے حوالے سے گفتگو کی۔ اور توبہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ نماز ظہر اور دوپہر کے کھانے کا وقفہ ہوا۔ نماز عصر کے بعد پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ محمد مبشر صاحب نے موجودہ حالات میں رفقاء کے کرنے کا اصل کام کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ دینی فرائض کے جامع تصور کو مضبوطی سے تھاما جائے۔ اس فکر کو پکایا جائے اور اس کا باہم مذاکرہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تنظیم کے نظم میں رہتے ہوئے دعوتی کام کیا جائے۔ اس کے بعد کچھ ساتھیوں نے قریبی مارکیٹوں میں شام کے دعوتی پروگرام کے ہینڈ بل بانٹے۔ بعد نماز مغرب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے موجودہ عالمی حالات میں مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات کا حوالہ اس لئے دے رہا ہوں کہ حالات انتہائی دل شکن ہیں۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کا پروگرام ہے اور اس کا سرخیل امریکہ ہے اور لطف یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کام میں مسلمان حکمران اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ نئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ہے ہی نہیں۔ نئے پاسپورٹ میں دائیں طرف اردو میں اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھا ہوا ہے لیکن بائیں طرف انگریزی میں صرف پاکستان لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد پاسپورٹ میں والد کے نام کی جگہ والدہ کا نام لکھا ہوا ہے یعنی امریکہ کے بعد پاکستان میں بھی اسی مغربی تہذیب و کلچر کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود ہمارے حکمران وہ چاہے اقبال کے افکار سے نابلد ہوں لیکن کہتے یہی ہیں کہ ہم پاکستان کو قائداعظم اور اقبال کے تصورات کے مطابق بنانا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آج ہم مسلمان دنیا میں اس لئے ذلیل وخوار ہیں کہ اللہ کی رحمت ہم سے منہ موڑے ہوئے ہے کیونکہ ہمارا طرز عمل یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 85 میں فرمایا: ''تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے تو تم میں سے جو لوگ یہ روش اختیار کریں ان کے لئے یہ ہے کہ دنیا میں ذلیل وخوار کر دیا جائے اور آخرت میں شدید ترین عذاب دیا جائے''۔

اگلا سوال کہ ہم اس وقت امریکہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ بالفرض ہم اس مسئلہ پر سنجیدہ ہو بھی جائیں؟ کیونکہ ہم کسی بھی مسئلہ پر سنجیدہ نہیں ہیں یعنی ٹیکنالوجی کے حوالے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اگر ہم ہوش میں آجائیں اور سنجیدہ ہو جائیں تو 200 سال تک ہم اس کا مقابلہ کر سکیں گے تو کیا امریکہ 200 سال انتظار کرتا رہے گا وہ اتنا ہی ہم سے آگے ہوگا۔ یعنی اس میدان کے حوالے سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک اور دوسرا راستہ بھی ہے لیکن امریکہ ہماری سوچ پر قابوس بن کر سوار ہو گیا ہے اس سے اوپر ہمیں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اس کائنات کا ایک خالق ہے۔ حالیہ ''سونامی'' لہروں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تمام سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے باوجود ہم کچھ نہیں کر سکے۔ مسلمان کے لئے تو کوئی پناہ نہیں ہے ففروا الی اللہ' دوڑو اللہ کی طرف اور اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں سے ''توبہ'' کرو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنا قبلہ درست کر لو۔ سابقہ غلطیوں اور کوتاہیوں سے معافی مانگو اور اپنا قبلہ اللہ کی سمت درست رکھو۔ استغفار۔ سچی توبہ۔ انہوں نے آئندہ لائحہ عمل کے لئے سورہ آل عمران کی آیات نمبر 102 تا 104 کے حوالے سے کہا کہ اپنی استطاعت کے مطابق حق تقویٰ ادا کرتے رہو۔ قرآن مجید کو تھامے رکھو۔ اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے لئے جدوجہد کرتے رہو۔ یاد رکھیے غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی جو بھی نظام بنے گا وہ ظلم پر مبنی ہوگا۔ ہماری بقا صرف اسلام کے نظام عدل اجتماعی میں ہے۔

مرتب کردہ: محمد یونس (معتمد حلقہ لاہور)

## مبتدی تربیت گاہ سندھ زیریں قرآن اکیڈمی کراچی

تنظیم اسلامی کے مبتدی رفقاء کے لئے سال کی پہلی ہفت روزہ تربیت گاہ 9 جنوری 2005ء حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کراچی میں منعقد ہوئی۔ جس میں لاہور مرکز سے ناظم تربیت شاہد اسلم صاحب تشریف لائے۔ بقیہ تمام مربی حضرات حلقہ سندھ زیریں کے منجھے ہوئے مدرسین حضرات تھے جن میں جناب نسیم الدین صاحب امیر حلقہ' انجینئر نوید احمد صاحب' شجاع الدین شیخ اور صاحب نعمان اختر صاحب قابل ذکر ہیں۔ تین خصوصی پیریڈ ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب اور امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے تھے۔

اس تربیت گاہ میں 42 رفقاء و احباب شامل ہوئے اور اکثر و بیشتر رفقاء حلقہ سندھ زیریں ہی سے تھے اور ان میں بھی اکثریت اُن اصحاب کی تھی جو اسی رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن سے متاثر ہو کر تنظیم میں شامل ہوئے یا بعض نے ایک سالہ کورس میں داخلہ لے لیا۔ یا جو مزید ابھی تنظیم کی فکر کو سمجھنے کے خواہشمند تھے۔

الحمد للہ اس تربیت گاہ میں 16 احباب تھے جن میں سے سوائے دو کے تمام نے تربیت گاہ کے اختتامی پیریڈ میں امیر تنظیم عاکف سعید کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مبتدی تربیت گاہ کے شیڈول کے مطابق آغاز میں شرکاء کا اجمالی تعارف حاصل کیا گیا۔ روزانہ بعد نماز مغرب بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ویڈیو تنظیم اسلامی کا انقلابی منشور دیکھی جاتی۔ جس سے ہمیں تنظیم کے قیام کے مقصد ہدف اور طریقے کار کو بھرپور انداز میں سمجھنے میں مدد ملی۔ رات ساڑھے دس بجے تمام حاضرین آرام کرتے اس لئے کہ ناظم تربیت نے ڈسپلن کافی سخت رکھا تھا۔ صبح تہجد کے لئے سب کو بیدار کیا جاتا' انفرادی نوافل ذکر و اذکار کے بعد ادعیہ ماثورہ سکھائی جاتیں۔ نماز فجر کے بعد تین دن ناظم تربیت نے درس قرآن دیا۔ بقیہ چار دنوں میں نماز فجر کے بعد تربیت گاہ میں شامل پانچ حفاظ و قراء حضرات حلقہ بنا کر شرکاء کو تجوید سکھاتے۔ خاص کر آخری پارے کی سورتیں۔ ناشتے کے بعد ٹھیک 8:30 بجے پہلا پیریڈ ہوتا۔ ساڑھے دس بجے

چائے کا وقفہ اور اس کے بعد مزید دو پیریڈ ہوتے۔ الحمد للہ اس تربیت گاہ سے تمام شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔ مربی حضرات نے اپنے لیکچر اچھے انداز میں پیش کئے۔

شرکاء تنظیم کی فکر کو سمجھنے کے بعد اللہ کی رضا کے حصول کو ہدف بنا کر نئے جذبے اور ولولے کے ساتھ ایک دوسرے کو الوداع کہتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سعی و جہد کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (رپورٹ: محمد مسلم اقبال)

## تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام شب بسری

ماہ جنوری 2005ء کی شب بسری 15 جنوری کو جناب عبدالرحمٰن رفیع کے گھر پر منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز عصر ہوا۔ تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے امیر جناب ذوالفقار علی نے افتتاحی کلمات کے بعد "نظم جماعت کے آداب" بیان کئے۔ پھر ناظم تربیت جناب عبدالرحمٰن رفیع نے پروگرام کی ترتیب بتائی۔

بعد نماز مغرب جناب ندیم اعوان نے سورۃ الحدید کی پہلی آٹھ آیات کا درس دیا۔ جس کے ذریعے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت اجاگر کی گئی۔ اس کے بعد نذیر صاحب نے سورۃ نوح کے حوالے سے قرآن کی طرف توجہ لگاؤ اور اسے دوسرے تک پہنچانے کی اہمیت کو مؤثر انداز سے بیان کیا۔ بعدازاں مقامی امیر تنظیم نے رفقاء کو مرکز سے آمدہ ضروری اطلاعات پہنچائیں۔ نماز عشاء اور طعام کے بعد راقم نے مسنون دعاؤں کا مذاکرہ کروایا۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی کا خطاب "نجات کی راہ" بذریعہ ویڈیو کیسٹ سنا گیا پھر آرام کا وقفہ ہوا۔

اگلی صبح رفقاء جلد بیدار ہوئے اور انفرادی نوافل ادا کئے۔ اس کے بعد راقم نے "حدیث مبارکہ" یاد کروائی۔ پھر مقامی امیر تنظیم اور ناظم تربیت نے بانی تنظیم کے ویڈیو پروگرام کے حوالے سے گفتگو کی اور رفقاء کی توجہ غلبہ دین کے لئے زیادہ سے زیادہ توانائیاں خرچ کرنے کی طرف دلائی۔ نماز فجر کے بعد ناظم تربیت کی زیر نگرانی اجتماعی تجوید کا پروگرام ہوا۔ اس کے بعد راقم نے "فرائض دینی کا جامع تصور" بیان کیا۔ ناشتے کے بعد سورۃ نور کی آخری تین آیات کے حوالے سے مذاکرہ ہوا، جس کے نگران ناظم تربیت تھے۔ اس پروگرام میں نظم جماعت کی اہمیت، اطاعت امیر اور مامورین کے فرائض کے حوالے سے رفقاء نے بہت کچھ سیکھا۔ بعدازاں جناب محمد ہارون قریشی نے "دین و مذہب کا فرق" بیان کیا۔ پھر ناظم تربیت نے اگلے پروگرام کی ترتیب بتائی اور رفقاء سے مشورے لئے۔ آخر میں مقامی امیر تنظیم جناب ذوالفقار علی نے "ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے؟" کے موضوع پر درس دیا۔ مسنون دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ پروگرام کے میزبان جناب عبدالرحمٰن کو جزائے خیر عطا فرمائے اور رفقاء کی یہ سعی و جہد اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے اور اسے ہم سب کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین! (رپورٹ: اسد قیوم)

## تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے اسرہ آلہ ڈھنڈ کے زیر اہتمام چار روزہ "تفہیم دین کورس"

یہ کورس 16 جنوری 2005ء کو گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 آلہ ڈھنڈ میں منعقد ہوا۔ اس کے لئے تقریباً ایک سو ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ اور گاؤں کی بڑی مسجدوں پر دعوتی پیغام کے اشتہارات لگائے گئے۔ انفرادی طور پر بھی رفقاء نے مختلف لوگوں سے ملاقات کی اور انہیں اس کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ پروگرام کا وقت نماز عصر کے بعد ایک گھنٹہ مقرر کیا گیا تھا۔

13 جنوری کو راقم نے سورۃ العصر کی روشنی میں "راہ نجات" کو مختلف چارٹس کی مدد سے سمجھانے کی کوشش کی۔ اس پروگرام میں تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے امیر جناب شوکت اللہ شاکر نے بھی شرکت کی اور تنظیم کا لٹریچر بھی موقع پر فراہم کیا۔ رفقاء و احباب نے پہلے دن کے پروگرام میں خوب دلچسپی ظاہر کی۔ آخر میں جناب شوکت اللہ شاکر نے اجتماعی دعا کرائی۔ دوسرے دن جناب محمد اسلم نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کو چارٹ کی مدد سے واضح کیا۔ جناب شوکت اللہ شاکر نے بھی اس موضوع پر چند کلمات ادا کئے۔ دوسرے دن کے پروگرام کا اختتام بھی اجتماعی دعا پر ہوا۔

کورس کے تیسرے دن جناب محمد ظاہر شاہ صاحب نے نہایت پُر جوش انداز میں مختلف چارٹس کی مدد سے "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کے موضوع پر خوب بحث کی۔ آخری دن کے لئے "فرائض دینی کا جامع تصور" کا موضوع رکھا گیا تھا۔ پروگرام کے لئے حلقہ سرحد شمالی کے ناظم دعوت جناب مولانا غلام اللہ مدعو تھے لیکن کچھ مصروفیات کی وجہ سے وہ شرکت نہ کر سکے۔ لہٰذا جناب شوکت اللہ شاکر مذکورہ موضوع کو زیر بحث لائے۔ حاضرین نے ان کے فصیح بیان میں خوب دلچسپی لی۔ آخر میں اجتماعی دعا مانگی گئی اور اس طرح چار روزہ تفہیم دین کورس اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: احتشام الحق)

## کل اور آج کے مسلمان

- وہ صبح نماز کے لئے اٹھتے تھے، ہم چائے پینے کے لئے۔
- وہ صبح قرآن پڑھتے تھے، ہم اخبار پڑھتے ہیں۔
- وہ عمر بھر نیکیوں کی تلاش میں رہتے تھے، ہم مال و متاع کے لئے سرگرداں۔
- ان کے دن کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتی تھی جبکہ ہماری چغلی اور غیبت سے۔
- ان کی عورتیں گھر کی زینت تھیں، ہماری عورتیں بازار کی۔
- کل کا مسلمان مسجد میں جا کر خوش ہوتا تھا اور آج کا مسلمان بازار اور سینما جا کر۔
- کل اولاد ماں باپ کا کہنا مانتی تھی، آج ماں باپ اولاد کا کہنا مانتے ہیں۔
- کل کوئی جرم کرتا تو اس کو اس کی سزا ملتی جبکہ آج مجرم دندناتے پھرتے ہیں۔
- وہ خدا پرست تھے، قانون پرست تھے جبکہ ہم نفس پرست اور قانون شکن ہیں۔

کیا ایسا نہیں ہے؟ روزمرہ کا مشاہدہ تو یہی بتاتا ہے کہ ایسا ہی ہے! تو پھر اللہ کا نام لے کر اصلاح کا آغاز کر دیں ــــ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(مراسلہ: بیگم عبدالرب کاشف، رفیقہ تنظیم لاہور وسطی)

انتخاب: قاضی عبدالقادر

## دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

حضرت اسیر ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی ہر چیز سے بے پناہ عشق تھا، امتِ محمدیؐ کے اتحاد و اتفاق کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ان کا ایمان یہ تھا کہ ملّت کی تفریق سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ انہوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت ان الفاظ کے ساتھ کی:

"لوگ کہتے ہیں کہ یزید اس امت کا سب سے بہتر شخص نہیں ہے، عقل و فراست میں کم ہے۔ شرافت کے لحاظ سے بھی کوئی نمایاں حیثیت نہیں ہے۔ میں ان تمام باتوں کو مانتا ہوں لیکن مجھ کو اپنے پیارے رسولؐ کی امت میں تفرقہ سے اتحاد زیادہ عزیز ہے۔"

حضرت اسیر ؓ اقوالِ رسول کا بہت احترام کرتے ہیں۔ ان کو ہر بات پر فوقیت دیتے تھے۔ زندگی کے ہر میدان میں ارشاداتِ رسول ﷺ کا خیال رکھتے تھے۔ دوسروں سے بھی یہ توقع کرتے تھے کہ وہ ان کا برابر احترام کریں۔ اگر کسی کو اس کے برعکس کرتے دیکھتے تھے تو سخت ناراض ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ یہ حیا کے متعلق رسول اللہؐ کے ارشادات بیان کر رہے تھے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیا ہر حال میں بہتر ہے۔" ایک شخص بول پڑا۔ "میں نے قصصِ لقمان میں دیکھا ہے کہ بعض حیا کمزوری ہوتی ہیں اور بعض وقار۔"

ایک مسلمان کی زبان سے قولِ رسولؐ کے مقابلہ میں لقمان کا قول سن کر انہیں سخت غصہ آ گیا۔ فرطِ غضب سے ان کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ اس شخص سے کہا "تم ابھی میرے گھر سے نکل جاؤ۔ یہاں ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے جو اقوالِ رسولؐ کا مقابلہ دوسروں کے اقوال سے کریں۔" (طبقات ابن سعد جلد 7 ص 47)

## ''ندائے خلافت'' کے خصوصی نمبر

''ندائے خلافت'' گاہے بگاہے' حسبِ ضرورت قومی و بین الاقوامی اہم موضوعات پر خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کرتا ہے۔ اب تک درج ذیل خصوصی نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ جو خصوصی و محدود تعداد میں سٹاک میں موجود ہیں۔

| خصوصی نمبر | مرتب | قیمت |
|---|---|---|
| (1) سقوطِ ڈھاکہ نمبر | بدر منیر | 8روپے |
| (2) فلسطین نمبر | سید قاسم محمود | 50روپے |
| (3) پیامِ اقبال نمبر | سید قاسم محمود | 50روپے |
| (4) عراق نمبر | سید قاسم محمود | 20روپے |
| (5) نظریۂ پاکستان نمبر | سید قاسم محمود | 50روپے |
| (6) مسئلہ کشمیر نمبر | سید قاسم محمود | 50روپے |

مینیجر ہفت روزہ ''ندائے خلافت''

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

## ''نظریہ'' کے بعد ''تحریک''

# تحریک پاکستان نمبر

## ''ندائے خلافت'' کا ''نظریۂ پاکستان نمبر''

20 اگست 2003ء کو شائع ہوا تھا' جس میں اعلان ہوا تھا کہ آئندہ خصوصی اشاعت کے طور پر ''تحریک پاکستان نمبر'' پیش کیا جائے گا۔ لیکن پاکستان اور بھارت کے سربراہوں کے درمیان جامع مذاکرات کے پیش نظر پہلے ''مسئلہ کشمیر نمبر'' پیش کیا گیا۔ اب ''تحریک پاکستان نمبر'' جو درحقیقت ''نظریۂ پاکستان نمبر'' کا حصہ دوم ہے' 23 مارچ 2005ء کو آ رہا ہے۔ یہ خصوصی نمبر بھی ملک کے ممتاز ادیب و دانشور سید قاسم محمود صاحب نے ایڈیٹ کیا ہے۔

مشتہرین حضرات سے درخواست ہے کہ اشتہارات کی بکنگ 10 مارچ تک کرا لیں۔


# سانحۂ کربلا

# شہیدِ مظلومؓ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت وعظمت کی صحیح تصویر

حضرت عثمانؓ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

- یہود نے عہدِ صدیقیؓ میں جس سازش کا بیج بویا تھا' آتش پرستانِ فارس کے جوشِ انتقام نے اسے تناور درخت بنا دیا تھا۔
- وہ آج بھی قاتلِ خلیفۂ ثانیؓ ابولولو فیروز مجوسی کی قبر کو متبرک سمجھتے ہیں۔
- علی مرتضیٰؓ کی طرح حضرت حسینؓ بھی قاتلینِ عثمانؓ کی سازش کا شکار ہوئے۔
- سید الشہداء کون ہیں اور شہیدِ مظلوم کون؟ تاریخی حقائق کو سمجھنے کے لئے

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن' لاہور

## ڈاکٹر اسرار احمد

کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کیجئے

﴿دونوں کتابوں کے سیٹ کی مجموعی قیمت اشاعت خاص: 38روپے' اشاعت عام: 22روپے﴾

**مکتبہ خدام القرآن' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-03**


## ایک بہشتی اور ایک دوزخی کے تاثرات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک ایسے جہنمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ عیش و راحت میں تھا' اسے دوزخ کی آگ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! یہ بتا تو نے کبھی اچھا دور بھی دیکھا ہے؟ تجھ پر کبھی عیش و آرام کا زمانہ آیا ہے؟ وہ جواب دے گا آقا! تیری ذات کی قسم' میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پھر ایک ایسا ''بہشتی'' لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بدحال اور مصیبت زدہ تھا جب اس پر بہشت کی نعمتوں کا رنگ چڑھ جائے گا تو اس سے کہا جائے گا:

''اے فرزند آدم! کیا تو نے کبھی افلاس اور تنگی کا دور دیکھا ہے؟ کیا تو نے مصیبت اور سختی دیکھی ہے؟ وہ کہے گا پروردگار! تیری قسم' میں کبھی محتاجی اور تنگدستی میں گرفتار نہیں ہوا' میں کسی مصیبت میں مبتلا ہوا ہی نہیں۔ (رواہ مسلم)

puppet regimes in Muslim countries, their adventures could backfire and lead to the emergence of an Islamic states. They are now tangled in their own web of lies and deception

The New York Times is the only US newspaper that came out with an editorial on the so-called lies about weapons of mass destruction on January 13, 2005. As usual, in the first part of the article it has done a good analysis only to lead it to the preconceived new lies in the conclusion.

It blamed the so-called lies about WMD on "spin and faulty intelligence." The editorial argues, "Mr. Bush did such a good job selling the weapons-hunting nostrum that 40 percent of Americans recently said the weapons were there" as if it was Bush alone, sitting at the editorial and production boards of the media houses in the US and directing them to promote the lies without giving any heed to commonsense. It is an attempt on the part of New York Times to show that media is not responsible for promoting the filth produced by the neocons-dominated establishment.

Towards the end of the editorial, NY Times resorts to the same tactics of covering the real motives for war with new lies. It concludes with what it believes would polish the earlier lies. It tries to make the world believe that the 1,200 military personnel, who were assigned to his search team "are now fighting Iraqi insurgents." Wishing them success, it says: "If they do not [succeed], large swaths of Iraq could become a no man's land, where terrorists will be free to work on W.M.D. projects and United Nations weapons inspectors cannot go to thwart them."

So, the first of the new and far deadly lies is that there is just an "insurgency" in the occupied lands. The second of these lie is that if the US failed to "stay the course" - means, installing client secular regimes - in Iraq and Afghanistan, "terrorists" would come to power.

The question to ask is, where were these terrorists before the invasion? If they were so fond of killing and dying, why didn't they kill themselves and others to come to power when Saddam Hussein was considerably weakened towards the end of his rule? Why didn't they attack the US interests despite the US taking lives of 1.8 million of their innocent people?

Instead of answering these questions, the New York Times promotes new lies and its chief war lord, Friedman, beefs up these lies. In his skewed theory, the "decent outcome" in Iraq would not come about unless the US defeats "fascist insurgents." (January 13, 2005).

So the list of reasons for invasions and occupations is now reduced to defeating "fascist insurgents," a task which Gen. Abizaid believes would take decades (David Ignatius, the Washington Post, December 26, 2004) without paying attention to the ever increasing number of crimes against humanity and the number of lives they have taken in the first two years of translating centuries old intellectual war into a physical war.

To promote the new lies Washington Time (Jan 13) published an article by Congressman George Allen in which he encourages Bush and his team to "stay the course."

Allen's choice of words shows as if all the war lords are writing from the same text book. That's how the campaign against the Taliban was launched. He says: "these attacks are being carried out by vicious terrorists who detest freedom and aim to push back not just the election, but to keep democratic elections from ever taking place in Iraq. Their ultimate goal and victory would be to return Iraq to a repressive state or an intolerant theocracy."

It is important to note that the freedom fighters in Iraq have not yet uttered a single word about governing Iraq. These freedom fighters have the same status of Mujahideen which the US bestowed on the freedom fighters in Afghanistan. Their energies are focused on expelling the occupiers. However, their determination not to collaborate with occupiers makes the aggressors feel that their success might get translated into the establishment of an Islamic state.

Unfortunately, thwarting the possibility of an Islamic government coming to power was the primary motive behind staging 9/11 and invading Afghanistan. Pure personal vendetta lead Bush into overthrowing Saddam, but in the quagmire of Iraq, he faces what he and his fellow war lords wanted to avoid in Afghanistan.

The result of the earlier lies is before our eyes. Everyone, whether they proposed or opposed the war in Iraq, are in full agreement over the legitimacy of the US invasion and occupation of Afghanistan because brain-washed by earlier lies, they agree on not to let Muslims live by Islam.

The evidence is before our eyes: See Los Angeles Times (Jan 13, 2005) where Margaret Carlson has bitterly criticized Bush and his team. Right from the headline she is at war with those who in her perception lied about the reason for war in Iraq. Her title says it all: "The Truth Shall Set You Back: Lying is no sin for Bush minions."

However, when it comes to defeating the "fascist insurgents," she is as much for sending more troops to Iraq as Thomas Friedman. Confirming her belief in the new lies in circulation, she writes: : "Bush gives those medals to people who keep their mouths shut, like L. Paul Bremer III, who got one for not saying until he retired that Bush hadn't sent enough troops to Iraq."

Success of the previous campaigns of lies was so effective that a spokesman for Bush said on January 12, 2005 that the president still believes he was right to invade Iraq even though investigators have not turned up proof to back up his primary argument for going to war: "Based on what we know today, the president would have taken the same action because this was about protecting the American people," said Scott McClellan, Mr. Bush's press secretary. "This was about advancing freedom and democracy in a dangerous region of the world."

The question is: What do they know today? They only know that minus Saddam and minus US troops, whoever comes to power will revive an Islamic way of life in Iraq after decades of secularist, Baathist rule. That is what they do not want and that is why they would lie upon lie for crossing all boundaries to avoid their fear from becoming a reality.

The actual lies are the lies about the main target: the Islamic rule and Muslims' living by Islam. The Taliban, WMD and now the "insurgents" are mere scapegoats. They are not even the issue. The issue is Islam.

Before the lies that generate the fear of an Islamic rule and living by Islam, lies about WMD pale by comparison. And in this campaign of lies Bush and his neocon war lords are not alone. In fact, they carry just a fraction of the total responsibility that lies on the shoulders of collaborating and non-collaborating Muslims.

Vol: 14 Regd. No. LRL -50 No. 4

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

**Abid Ullah Jan**
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

# Beware of the real lies

The establishment in Washington, its media and allies didn't lie about weapons of mass destruction in Iraq. That was outright bullying the world, particularly those who refused to go knee deep in innocent blood.

Their actual lies are far deadly and more malicious. Unfortunately, the real lies, which they continue to tell, are still believed by most of the Muslims and non-Muslims alike.

It was a well known fact that there were no WMD. Everyone knew that from the day one. The millions who marched in streets, published articles and sent petitions knew it all along. They have not been deceived or cheated. They were simply bullied along with the United Nations which for the first time in its life, indicated that its good for approving silent genocides, but not the blazing "shock and awe" adventures

Now that the US is officially acknowledging that it has lied about Iraqi WMD, very few realize that this admission is, in fact, a cover to hide two things:

1) The single most important motivating factor that forced the US into the latest round of invasions and occupations.

2) The real lies that help the war lords in the US manufacture public consent for keeping these wars going.

The single most motivating factor behind all these adventures is holding Muslims from living by Islam. This objective is now being publicly acknowledged. However, it is done with a mix of deadly lies to make their objective look very benign and in the benefit of the humanity.

The US administration started the real adventures of chicanery and deceit when the Taliban declared Afghanistan as an Islamic Emirate and the Qur'an as its constitution. That was the real wake-up call for the war lords in the West whose work is totally independent of Bush, Clinton or someone else in the power.

Of course, the Taliban were neither perfect, nor able to implement living by Islam in a proper way without recognition by other Muslim states at least, external assistance and full support from those who could help them set up a basic governing mechanism. They had to start from the scratch, immediately after 15 years' of bloodshed an unbelievable devastation.

The shell-shocked war lords in Washington immediately put their thought mills into ceaseless activity to one way or the other hold Afghanistan from becoming a model Islamic state. The issue was not the Taliban, but Islam. Lies against the Taliban started pouring in. This war of words was complemented with infiltration of the Taliban ranks with CIA agents, non-recognition, support to Northern Alliance and different kinds of sanctions.

People with as high religious status as Mufti Abdur Rahim from Pakistan were bought over by the CIA to undermine the Taliban's rule and make them blunders that could bolster the neo-cons' propaganda against Islam.

The underground Lashkars (militant operatives) of these so-called Muftis and apparent friends of the Taliban were so strong in Pakistan that despite obtaining evidence of their leaders' collaboration with the CIA, writers could not expose the Muftis' dealing in the press without jeopardizing their own lives. That's why the writers could give only reference but not real names of these black sheeps.[1]

Multi-million dollar organizations, such as Al-Rashid Trust of Mufti-Abdur Rashid, were co-opted into working for the CIA. Mufti Abdur Rashid was at death bed, but his name was exploited by his associates like Mufti Abdur Rahim. Their investment in erecting on sign boards in Afghanistan was way more than the actual humanitarian assistance they claimed to be providing to the needy Afghans.

The real objectives of the CIA-funded infiltrating organizations were to misguide the gullible Taliban in the guise of Muftis and sheikhs. [2] The Taliban's innocent crowd took them for saints, but these sell-out Musftis were good enough to make them do whatever they wanted.

The Taliban destroyed the statues in Bamiyan. These Muftis actually convinced the Taliban to ban photography but exempted themselves from the ban. They brought photographers form their CIA-funded Newspaper Zarbe-e-momin to take pictures of the operation for statue-destruction. [3]

The proof of these facts lies in the US declaring Al-Rashid Trust a terrorist outfit days after 9/11 and days before invading Afghanistan because it could no longer sustain the funding and other support to it when the real objective was achieved.

In short, the Taliban were incapable, inexperienced and totally unprepared for achieving what they wanted to achieve. Out of all the problem, only the systematic lies from the war lords in Washington broke their back.

Taliban have been removed but what their promotion and subsequent deionization has achieved will help the war lords to go a long way. Their lies continue to perpetuate. They have become bedrock for what General Abizaid calls a "Long War."

Wherever, there is a reference to Muslims struggle to live by Islam, the same lies are paraded to remind the world that whenever and wherever there is a community living by Islam, it would look like the Taliban's crowd in action. With such a picture of the Taliban, nothing comes to mind except the lies dutifully prepared and systematically disseminated by the "mainstream media" in the US.

The same liars somehow staged 9/11 and paved the way for the already planned invasion of Afghanistan.

While consequences of bullying in the name of WMD are still unfolding, the media and war lords on the political front are busy in adding more deadly lies to what they had started against Islam years ago. Just like the Taliban happened to become the scapegoats, this time the scapegoats are the determined individuals whose prime objective is to throw the occupiers out.

We need to keep the mysterious killing of Neck Berg and associated video and the attacks of churches in mind to understand how work is underway to portray the freedom fighters as inhuman savages and the GIs who have killed more than 100,000 people, as kind liberators.

The crusader neocons, however, feel that if they lose in installing secular